علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین

نور العین فی تحقیق تقبیل الابہامین

انگوٹھے چومنے کی تحقیق

تقریظ

ڈاکٹر مفتی مُحمّد اشرف آصف جلالی

مولانا محمد اسماعیل انجم

فہرست کتب سنی علماء کرام

نام کتاب	نام مصنف	قیمت
عرفان الحدیث	مفتی محمد اشرف جلالی	250
گوشہ خواتین	=========	220
آپ کے مسائل کا شرعی حل	مفتی اصغر علی رضوی جلالی	150
انوار حافظ الحدیث	محمد نعیم اللہ خاں قادری	180
آؤ میلاد منائیں	غلام مرتضیٰ ساقی مجددی	220
دروس القرآن	=========	170
اہل جنت اہل سنت	=========	150
اختلاف ختم ہوسکتا ہے	=========	130
اہل سنت کی پہچان	=========	140
رفع یدین	=========	120
بد مذہب کے پیچھے نماز کا حکم	=========	120
اسلامی تربیتی نصاب	=========	100
مسلک اہل بیت کتب شیعہ کی روشنی میں	=========	50
نعرہ رسالت پر اجماع امت	=========	50
سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	سید عرفان شاہ مشہدی	80

عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين

نور العین فی تحقیق تقبیل الابہامین

از قلم

مولانا محمد اسماعیل انجم

تقریظ

ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی

صراطِ مستقیم پبلیکیشنز

جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

0333-8173630

نام کتاب :: انگوٹھے چومنے کی تحقیق

مصنف :: مولانا محمد اسماعیل انجمؔ

باہتمام :: شیخ محمد سرور اویسی

کمپوزنگ :: الحافظ کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ سنٹر
0301-4803608

تعداد: 1100 قیمت: 40روپے

ملنے کے پتے

جلالیہ صراط مستقیم گجرات، مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر مکتبہ فیضان مدینہ سرائے عالمگیر، فکر اسلامی کھاریاں
فیضان مدینہ کھاریاں، مکتبہ بغدادی کھاریاں رضا بک شاپ گجرات، مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ
مکتبہ فیضان اولیاء کاموکنی، کرمانوالہ بک شاپ لاہور
نظامیہ کتاب گھر زبیدہ سنٹر لاہور اویسی بک سٹال گوجرانوالہ

صراط مستقیم پبلیکیشنز 5-6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور
042-37115771-2*0321-9407699

فہرست

انتساب

عمدۃ الاصفیاء، رئیس المنطقین

امام المناظرین شیخ الحدیث والتفسیر ابو الحسنات

حضرت علامہ مولانا

محمد اشرف سیالوی صاحب

دامت برکاتہم العالیہ

کے نام جن کی نظر شفقت سے میں ادنیٰ طالب علم اس قابل ہوا کہ چند سطور اس موضوع پر لکھ سکوں۔

محمد اسماعیل انجم

جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام

بنگلہ نمبر 9 یونیورسٹی روڈ سرگودھا

پیش لفظ

بندہ ناچیز کو ایک برس قبل لاہور جانے کا موقع ملا۔ اس دوران بسبب علالت برادر اکبر صوفی محمد حنیف طارق صاحب مدظلہ العالی جو کہ آرمی کے شعبہ نرسنگ میں سرکاری ملازم تھے کہ پاس ٹھہرنا پڑا۔ تو وہاں آرمی خطیب حافظ عبد الرب عارف صاحب کے ساتھ مختلف موضوعات پر بات چیت ہوتی رہی۔ اس دوران دیوبندی حضرات کے حکیم الامت اور پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کی یہ عبارت بھی زیر بحث آئی۔ تھانوی صاحب سے سوال ہوا کہ آیا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات بابرکات پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ صحیح ہے یا نہیں۔ تھانوی صاحب جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل' اگر کل غیب مراد ہو تو عقلاً نقلاً باطل ہے۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہوں تو اس میں حضور علیہ الصلوہ والسلام ہی کی کیا تخصیص۔ ایسا علم غیب تو زید' عمرو بلکہ ہر صبی' مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو حاصل ہے۔ (معاذ اللہ)

مذکورہ عبارت پر آرمی کے چند منصف مزاج افراد کی موجودگی میں تقریباً تین گھنٹے بحث ہوئی۔ جس کا مولوی موصوف کوئی جواب نہ دے پائے۔ تو اگلی شب پھر انہوں نے دوران اذان انگوٹھے چومنے پر بحث کی دعوت دی بندہ ناچیز کو سخت بخار کے باوجود حق کو واضح کرنے اور باطل کو اپنا راستہ دکھانے کے لیے مجبوراً لبیک کہنا پڑا۔ کافی گفت وشنید کے بعد جب دلائل و براہین سے ثابت ہو گیا کہ انگوٹھے چومنا

جائز و مستحب ہے تو مولوی موصوف ایک کتاب ''بارہ تقریریں'' کے حوالہ سے فرمانے لگے۔ کہ دیکھئے یہ حدیث موضوعات کبیر میں بھی ہے اور موضوعات کبیر میں علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے تمام موضوع روایتیں جمع کی ہیں۔ لہٰذا یہ بھی موضوع ہے۔ فقیر نے جواباً عرض کیا کہ موضوعات کبیر میں اس حدیث کا نقل کیا جانا۔ موضوع ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ اگر آپ نے خود پڑھا ہے تو بتاؤ۔

صاحب بار تقریریں تو موضوعات کبیر کا حوالہ بطور جواز پیش فرما رہے ہیں۔ بہر حال مولوی موصوف نے حدیث پاک کی موضوع ہونے کی رٹ لگا رکھی تھی جو درست نہ تھی اور بار بار عرض کرنے کے باوجود کہ موضوعات آپ نے نہ پڑھی اور دیکھی ہے تو پھر اس سے نقل کی گئی حدیث پاک کو موضوع کہنا کیونکہ درست ہوگا۔

جامعہ واپسی پر بندہ نے موضوعات کبیر اور دیگر کتب سے تحقیق حدیث کرنے کے بعد یہ مکتوب (جو آپ کے ہاتھوں میں ہے) مولوی موصوف کے نام ارسال کیا جس کا کئی بار مطالبہ کرنے کے باوجود ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔

اب اس مکتوب کو دوست واحباب کے پر زور اصرار اور برادر اکبر صوفی محمد حنیف طارق صاحب کے مشورہ جمیلہ پر (اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو اجر جمیل اور جزائے جزیل عطا فرمائے) شائع کیا جا رہا ہے تا کہ عوام اس سے مستفید ہو سکیں۔

وماذالک علی اللہ بعزیز

محمد اسماعیل انجم غفرلہ

اظہار تشکر

فقیر محمد اسماعیل انجم، مفکر اسلام، نابغہ عصر، ماحئی بدعت وشرک، استاذ العلماء شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشرف آصف جلالی صاحب مدظلہ العالی کا انتہائی شکر گزار ہے۔ کہ انہوں نے فقیر کی حوصلہ افزائی اور اس کے رسالہ کی طباعت کا اہتمام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مزید ان کو اصاغر کی حوصلہ افزائی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ علمائے حقہ اور عقیدہ راسخہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ادارہ صراط مستقیم کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت محور ایمان ہے۔ قرآن وسنت کی تعلیمات ایک مؤمن کو اسی امر کی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق اپنے بہت سے اعمال وافعال سے اس محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ اذان کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی سننے پر انگوٹھے چومنے کا عمل بھی اظہار محبت کی خاطر ہے۔ اس کی اگر کوئی اور دلیل نہ بھی ہوتی یہ محبت ہی کافی دلیل تھی۔ کیونکہ شریعت میں اس کے معارض کوئی حکم موجود نہیں ہے۔ لیکن یہاں تو اس کے سوا بھی دلائل شرعیہ موجود ہیں۔

ہمارے فاضل عزیز حضرت مولانا محمد اسماعیل انجم صاحب نے اس موضوع پر ایک مقالہ رقم کر کے اہل محبت کی تسکین کا سامان کیا ہے اور شکوک وشبہات سے پریشان حضرات کی پریشانی دور کرنے کے لیے سعی بلیغ کی ہے۔ بندہ نے چند مقامات سے دیکھا ہے۔ سنجیدہ اور تحقیقی انداز کی جھلک نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس عظیم فاضل کے علم اور قلم میں برکتیں عطا فرمائے۔

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد !فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ: ازطرف!

جگر گوشہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی غلام نصیر الدین صاحب

سیالوی مدظلہ العالی

احقر الانام غلام نصیر الدین سیالوی برادرانہ اہلسنت کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ اہلسنت وجماعت اور دیوبندیوں کے درمیان کافی مسائل متنازعہ فیہا ہیں اور ان کا ہمارا اصل اور بنیادی اختلاف ان کی گستاخانہ عبارات کی وجہ سے ہے۔ جس طرح حضور قبلہ غزالی زماں علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی اپنی کتاب "الحق المبین" میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اہلسنت اور دیوبندی حضرات کے درمیان بنیادی اختلاف کا باعث وہ عبارات ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں صریح گستاخیاں پائی جاتی ہیں۔ جب تک دیوبندی حضرات اپنی ان عبارات سے توبہ نہیں کریں گے۔ اہلسنت وجماعت ان سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے۔ لیکن دیوبندی حضرات اصل تنازعہ سے توجہ ہٹانے کے لیے کبھی دعا بعد از نماز جنازہ کے بارے میں اہلسنت وجماعت کو چیلنج کرتے ہیں تو کبھی انگوٹھے چومنے کے جواز کے بارے میں دلائل کا مطالبہ کرتے ہیں۔ حالانکہ سنی حضرات نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ انگوٹھے چومنا فرض ہے یا ضروریات دین کی قبیل سے ہے۔ بلکہ ہم صرف اس کے استحباب کے قائل ہیں۔ اور اسی طرح دعا بعد

ازنماز جنازہ کے بھی ہم صرف استحباب کے قائل ہیں۔ کبھی اہلسنت وجماعت نے یہ بھی نہیں کہا کہ جونماز جنازہ کے بعد دعا نہ مانگے وہ فاسق ہے یا نماز جنازہ کی نماز کے بعد میں دعا مانگنے پر موقوف ہے۔ مذکورہ مسئلہ جس کے بارے میں یہ رسالہ تحریر کیا گیا ہے۔ اس کا ثبوت تو متداول کتابوں کے اندر دستیاب ہے۔ چنانچہ فتاویٰ شامی ططحاوی، المقاصد الحسنہ، تفسیر روح البیان یہ ایسی کتابیں ہیں۔ جن پر دیوبندی اور اہلسنت وجماعت دونوں فریق اعتماد کرتے ہیں اور مذکورہ مسئلہ ان کتب کے اندر صراحتاً موجود ہے۔ اس کے باوجود اس عمل کے قائلین اور فاعلین کو بدعتی قرار دینا ہماری سمجھ سے بالاتر ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ فریق مخالف کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب ''البوادر النوادر'' میں تصریح کر چکے ہیں کہ ایسا عمل کرنا بینائی کے لیے مفید ہے اور آشوب چشم سے بچانے والا ہے۔ اگر دیوبندی وہابی حضرات کو پرانے اکابرین کی بات پر اعتماد نہیں تھا تو کم ازکم اپنے حکیم الامت کی بات کا لحاظ کرتے ہوئے کف لسان کرتے۔ یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ دیوبندی حضرات اپنے اکابر کی ان عبارات ہو تو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ جن میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صراحتاً توہین پائی گئی ہے اور جن عبارات کی وجہ سے علمائے حرمین نے اور پاک وہند کے ہزاروں علماء نے ان کی تکفیر ہے اور ان کے کفر میں شک کرنے والوں کو بھی کافر قرار دیا ہے۔ لیکن ان کے اکابر سے جو اچھی باتیں صادر ہوگئی ہیں۔ ان کو بالکل تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ ہم کوئی اپنے اکابر کے مقلد ہیں۔ قرآن وحدیث پیش کرو۔ ان بے وقوفوں سے کوئی پوچھے کہ اگر تمہارے اکابر قرآن وسنت کے خلاف باتیں کرتے تھے اور قرآن وسنت سے باغی تھے۔ پھر وہ

تمہارے اکابر کس وجہ سے ہیں۔ جن کے اکابر بھی قرآن وسنت کے باغی ہوں گے ۔ان کے اصاغر کا کیا حال ہوگا۔ پھران کو یہی چاہیے کہ اس طرح کے اکابر چھوڑ دیں ۔جوان کے زعم کے مطابق بدعت وشرک کورواج دینے والے تھے۔ایسے اکابر کے دامن سے وابستہ رہ کران کودین ودنیا کی کونسی بھلائی حاصل ہوگی۔اس رسالہ کے تحریر کرنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ اہلسنت وجماعت حضرات کے سامنے اپنے اس نظریہ پر دلائل فراہم ہوجائیں باقی رہے۔ معاندین اگروہ بھی ضد اور تعصب کی عینک اتار کر دلائل کا مطالعہ کریں تو ممکن ہے۔اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے۔ البتہ اللہ ہدایت اسی کو دیتا ہے جو ہدایت چاہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :﴿انلزمکموها وانتم لها کرهون﴾ کیا ہم ہدایت تم پر لازم کردیں۔یعنی زبردستی تمہیں ہدایت دے دے۔اگرچہ تم ناپسند ہی کرو۔

لہذا مخالفین میں سے جو منصف مزاج ہیں۔امید ہے وہ حق کو قبول کرلیں گے۔ لیکن باالعموم ایسے لوگوں کی تعداد کم ہی ہوتی ہے اور اکثریت ان لوگوں کی ہوتی ہے۔ جن کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿صم بکم عمی فهم لا یرجعون﴾ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿من لم یجعل الله له نورا فماله من نور ختم الله علیٰ قلوبهم وعلیٰ سمعهم وعلیٰ ابصارهم غشاوة﴾ لہذا اہلسنت وجماعت حضرات کو چاہے ان دلائل کا بغور مطالعہ کریں اور اپنے معمولات جن پروہ پہلے سے عامل ہیں۔ان کے بارے میں وساوس ڈالنے والوں کی باتوں پردھیان نہ دیں۔

هذا ما عندی واللہ ورسولہ اعلم

خطبہ

الحمد لله الذی خلق الثقلین وزین فی السما لناالقمرین والصلوٰة والسلام علیٰ امام الحرمین صاحب قاب قوسین محبوب رب المشرقین والمغربین اسمہ قرہ العینین خصوصا بسبب تقبیل الابھامین وعلیٰ الہ واصحابہ الذین اتباعھم سعادة عظیمة فی الدارین امابعد!

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر اپنے محبوب نبی مکرم شفیع معظم کی شان کو اجاگر فرمایا اور ساتھ ہی صحابہ کرام واہلبیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے مقام علویت کو بھی واضح وروشن فرمایا: اور ہمارے لئے ان پاک ومقدس نفوس کی پیروی میں خوشخبری سنائی اور یقیناً بھلائی وکامرانی صرف ان مقبولان بارگاہ کی نقش قدم پر چلنے میں ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿فان امنوا بمثل ماا منتم بہ فقد ھتدوا﴾ ترجمہ: اگروہ لوگ (اے صحابہ کرام) تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پاجائیں۔

اور ارشاد محبوب باری تعالیٰ ہے: ﴿اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم ﴾ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاجاؤگے۔

اگر صحابہ کرام واہل بیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طرز زندگی سے ہٹ کر پوری کائنات کے دانشورمل کر اس بات کا دعویٰ کریں کہ ہم جدید دنیوی

واخروی زندگی روشن اور کامیابیوں سے ہمکنار ہو جائے گی تو یہ محض باطل ہے۔ کیونکہ ان کے طریق سے جدا طریق اختیار کرنا خود ایک تاریکی ہے اور گمراہی کے گڑھے میں گرنے کے مترادف۔ پھر کیونکر ان کی اتباع چھوڑ کر نئی راہ لینا فلاح دارین متصور ہوگا۔

آقائے نامدار تاجدار مدینہ سرور قلب وسینہ احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کا اسم مبارک سن کر صلوۃ وسلام عرض کرنا اور انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے مس کرنا مستحب بھی ہے اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنت مبارکہ بھی اور سب سے عظیم بات یہ کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف سے اپنے ساتھ جنت میں لے جانے کی بشارت بھی جیسا کہ ارشاد محبوب رب العالمین ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا فرمان اقدس:

جب مؤذن کہے ﴿اشهد ان محمد الرسول الله﴾ تو اس کو سن کر اپنے دونوں انگوٹھے یا شہادت کی انگلی چوم کر آنکھوں سے لگانا مستحب ہے۔ جیسا کہ اس کے متعلق احادیث وارد ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس پر عمل رہا ہے۔ عامۃ المسلمین ہر جگہ اس عمل کو مستحب جان کر کرتے ہیں۔ اس میں دنیاوی ودینی بہت سے فائدے بھی ہیں۔

صلوۃ مسعودی جلد دوم باب بستم بانگ نماز میں ہے۔ ﴿روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من سمع اسمی فی الاذان ووضع ابهامیه علی عینیه فانا طالبه فی صفوف القیامة وقائده الی

الجنة ﴾حضور نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ جو شخص ہمارا نام اذان میں سنے اور اپنے انگوٹھے آنکھوں پر رکھے تو ہم اس کو قیامت کی صفوں میں تلاش کریں گے اور اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

حضرت علامہ محمد اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ:

حضرت علامہ الشیخ محمد اسماعیل حقی بن مصطفیٰ الحنفی الخلوتی ابروسوی المتوفی (۱۱۲۷) (تفسیر روح البیان' پارہ نمبر ۲' سورۃ مائدہ) زیر آیت ﴿واذا ناديتم الى الصلوة اتخذوها هزوا ولعبا ذالک بانهم قوم لا يعقلون﴾ میں فرماتے ہیں ﴿وضعف تقبيل ظفری ابهاميه مع مسبحتيه والمسح علی عينيه عند قوله محمد رسول الله لانه لم يثبت فی الحديث المرفوع لكن المحدثين اتفقوا علیٰ ان الحديث الضعيف يجوز العمل به فی الترغيب والترهيب﴾

(روح البیان' جلد دوم سورۃ المائدۃ' ص: ۴۱۶)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کے وقت اپنے انگوٹھے کے ناخنوں کو مع کلمے کی انگلیوں کے چومنا ضعیف ہے۔ کیونکہ یہ حدیث مرفوع سے ثابت نہیں۔ لیکن محدثین اس پر متفق ہیں کہ حدیث ضعیف پر عمل کرنا رغبت دینے کے لئے اور ڈرانے کے لئے جائز اور صحیح ہے۔ مذکورہ بالا عبارت سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بھی قبول ہے اور میں بھی آپ کی خدمت میں یہی کچھ عرض کرتا رہا۔ مگر آپ نے

موضوع کی رٹ لگا رکھی تھی جو کہ درست نہ تھی۔

علامہ قہستانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ:

حاشیہ تفسیر جلالین شریف میں پارہ نمبر۲۲ سورۃ الاحزاب ۳۵۷ زیر آیت ﴿ان الله وملئكته يصلون على النبى الخ﴾ درج هے. ﴿ان للصلوة والتسليمات مواطن فمنها ان يصلى عند سماع اسمه الشريف فى الاذان قال القهستانى فى شرحه الكبير نقلا عن كنز العباد اعلم انه يستحب ان يقال عند سماع الاولىٰ من الشهادة الثانية صلى الله عليك يارسول الله وعند سماع الثانية قرة عينى بك يارسول الله ثم يقال اللهم متعنى باالسمع والبصر بعد وضع ظفرى الابهامين على العينين فانه صلى الله عليه وسلم يكون قائدًا له الى الجنة﴾ یعنی جب اذان میں آقا علیہ الصلوۃ والتسلیم کا نام مبارک سنے تو مستحب یہ ہے کہ پہلی دفعہ آقا علیہ الصلوۃ والتسلیم کا نام مبارک سن کر ﴿صلى الله عليك يارسول الله﴾ اور دوسری دفعہ ﴿قرة عينى بك يارسول الله﴾ پھر اپنے انگوٹھے کے ناخن آنکھوں پر رکھے اور کہے۔ ﴿اللهم متعنى بالسمع والبصر﴾ تو حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

پھر آگے اس حاشیہ جلالین شریف میں درج ہے۔

﴿وحضرت شيخ امام ابو طالب محمد بن على المكى رفع الله درجته در قوت قلوب روايت كرده از ابن عينيه كه حضرت پغمبر

علیہ السلام بمسجد در آمد وابو بکر رضی اللہ عنہ ظفر ابہا مین چشم خود رامسح کرد و گفت قرۃ عینی بک یارسول اللہ ﷺ وچوں بلال رضی اللہ عنہ از اذان فراغتی روی نمود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ ابا بکر ہر کہ بگوید آنچہ تو گفتی اذ روی شوق بلقای من وبکند آنچہ تو کردی خدای در گذارد و گناہاں ویرا آنچہ باشند نوو کہنہ خطا وعمد ونہان وآشکار﴾

حضرت شیخ امام ابوطالب المکی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ:

یعنی حضرت شیخ الامام ابوطالب محمد بن علی المکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے (قوت قلوب) میں روایت کیا ابن عینیہ سے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ جب کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دوران آذان شہادتین کے مقام پر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہوئے تو حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص ازروئے شوق دیدار ایسے کرے گا۔ جیسے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے نئے اور پرانے' بھول کر یا جان بوجھ کر' پوشید یا ظاہر جتنے گناہ اس نے کیے معاف فرمادے گا۔

مزید فرماتے ہیں ﴿در مضمرات برین وجہ نقل کردہ وقال علیہ السلام من سمع اسمی فی الاذان فقیل ظفری ابہامیہ ومسح علیٰ

عینیہ لم یعم ابدا ﴾ مضمرات میں اس طور پر نقل کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اذان میں میرا نام سنا اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا تو وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

ہائے صد افسوس! میرے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمائیں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگانے والا کبھی اندھا نہ ہو اور یہ حضرات کہیں کہ یہ بدعت ہے۔ ارے مانا کہ تمہارے دلوں میں محبت مصطفیٰ ﷺ نہیں۔ مگر کچھ تو کلمہ پڑھنے کا بھی لحاظ رکھتے۔

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

شرح یمانی میں ہے۔ ﴿ویکرہ تقبیل الظفرین ووضعھما علی العینین الخ ﴾ (تفسیر جلالین شریف، ص: ۳۵۷) فرماتے ہیں کہ شرح یمانی میں ہے کہ انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں کو لگانا یہ مکروہ ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہے اور جو وارد ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

اسی عبارت پر آگے موجود ہے۔ ﴿یقول الفقیر قد صح من العلماء تجویز الاخذ بالحدیث الضعیف فی العملیات فکون الحدیث المذکور غیر مرفوع لایستلزم ترک العمل. بمضمونہ وقد اصاب القھسانی فی القول باستحبابہ و کفانا کلام الامام لمکی فی کتابہ فانہ قد شھد الشیخ السھروردی فی عوارف المعارف بوفور علمہ

و كثرة حفظه وقوة حاله وقبل جميع ما اورده في كتابه قوت القلوب ﴾

فرماتے ہیں کہ فقیر کہتا ہے کہ علماء محدثین سے یہی منقول ہے کہ ضعیف حدیث فضائل اعمال میں مقبول ہے اور اس حدیث کے غیر مرفوع ہونے سے اس پر عمل کا ترک کرنا لازم نہیں آتا۔ اس کے محشی نے کہا کہ علامہ قہستانی نے بالکل درست فرمایا ہے کہ یہ عمل مستحب ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے شیخ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک کافی ہے۔ کیونکہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نے عوارف المعارف میں خواجہ ابو طالب مکی کے علم کے وافر ہونے اور حال اور قوت اور مضبوط یاداشت کی گواہی دی ہے۔

پھر فرماتے ہیں ﴿ولقد فصلنا واطبنا الكلام لان بعض الناس ينازع فيه لقلة علمه ﴾ (حاشیہ جلالین، ص: ۳۵۷) یعنی ہم نے اس مسئلہ کو اس لئے تفصیل کے ساتھ اور لمبا کر کے بیان کیا ہے کہ جو بعض لوگ اس مسئلہ میں خواہ مخواہ جھگڑتے ہیں۔ کبھی بدعت، کبھی ضعف، کبھی ناجائز کے فتوے لگا کر لوگوں میں تفرقہ پیدا کرتے ہیں۔ وہ اپنی کم علمی کی وجہ سے تنازع کرتے ہیں۔ تفسیر جلالین کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ تمام دینی مدارس میں شامل نصاب ہے۔ پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے۔ پھر ان کا یہ فرمانا کہ اس مسئلہ کے بارے میں تنازع کرنے والے کم علمی کی وجہ سے تنازع کرتے ہیں۔ واضح کر دیا کہ صاحب علم لوگ اور تھوڑی بہت دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ یہ امر جائز ہے اور درست بلکہ مستحب ہے۔ اس لئے اس میں تنازعہ نہیں کرتے۔

علامہ دیلمی نے جو حدیث مسند فردوس میں نقل فرمائی ہے اس کے الفاظ اس طرح ہیں۔﴿انہ لما سمع قول المؤذن ان محمدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ھذا وقبل باطن الانملتین السبابتین ومسح عینیہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت لہ شفاعتی ولم یصح﴾ جب مؤذن کو﴿اشھد ان محمد رسول اللہ ﷺ﴾ کہتے ہوئے سنے تو یہی الفاظ کہے اور دونوں شہادت کی انگلیوں کے پورے چوم آنکھوں سے لگائے اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میرے اس پیارے (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کی طرح کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی۔ (یہ حدیث پایا صحت تک نہ پہنچی)

امام سخاوی علیہ الرحمہ کا نظریہ:

(مقاصد حسنہ ص: ۳۸۳) میں امام سخاوی علیہ الرحمہ نے اسی طرح کی ایک حدیث نقل فرمائی ہے۔﴿مسح العینین بباطن انملتی السابتین بعد تقبیلھما عند سماع قول المؤذن اشھد ان محمد ارسول اللہ مع قولہ اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا﴾ یعنی مؤذن کے قول﴿اشھد ان محمدا رسول اللہ﴾ کے وقت اپنی دونوں شہادتوں کی انگلیوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے اور ساتھ ہی یہ کلمات کہے﴿اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا﴾

پھر فرمایا: ﴿وكذا ما اورده ابو العباس احمد بن ابی بكر الردار اليمانی المتصوف فی كتابه (موجبات الرحمة وعزائم المغفرة) بسند فيه مجاهيل مع انقطاعه عن الخضر عليه السام انه من قال حين يسمع المؤذن يقول اشهد ان محمد ارسول الله : مرحبا بحبيبی وقرة عينی محمد بن عبدالله صلی الله عليه وسلم ثم يقبل ابهاميه ويجعلهما علىٰ عينيه لم يرمد ابدا ' ثم روی بسند فيه من لم اعرفه عن اخيی الفقيه محمد بن الباب فيما حكیٰ عن نفسه انه هبت ريح فوقعت منه حصاة فی عينه فاعياه خروجها و آلمته اشد الالم وانه لما سمع المؤذن يقول اشهد ان محمد رسول الله صلی الله عليه وسلم قال ذالك فخرجت الحصاة من فوره﴾

(مقاصد حسنہ، ص:۳۸۴)

حضرت خضر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص مؤذن کو یہ کہتے ہوئے سنے ﴿اشهد ان محمد ارسول الله﴾ تو کہے ﴿مرحبا بحبيبی وقرة عينی محمدا بن عبدالله﴾ پھر اپنے انگوٹھوں کو چومے اور اپنی آنکھوں سے لگائے تو اس کی آنکھیں کبھی بھی نہیں دکھیں گی۔

؎ جو نام مصطفیٰ ﷺ چومے نہیں دکھتی کبھی آنکھیں

پہن لے پیار جو ان کا بدن میلا نہیں ہوتا

پھر فرماتے ہیں کہ محمد ابن بابا نے اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ ایک بار تیز ہوا چلی جس

سے ان کی آنکھ میں کنکری جا پڑی اور نکل نہ سکی سخت درد تھا۔ فرماتے ہیں کہ جب انہوں نے مؤذن کو کہتے ہوئے سنا ﴿اشھد ان محمد رسول الله﴾ تو یہ ہی کہہ لیا تو فوراً کنکری آنکھ سے نکل گئی۔

پھر امام سخاوی اسی مقاصد حسنہ میں آگے فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ عمل کیا ہے۔ میری بھی آنکھیں نہیں دکھیں۔ (مقاصد حسنہ، ص: ۳۸۳، ۳۸۴) ﴿قال وروی عن الفقیه محمد بن سعید الخولانی قال اخبرنی الفقیه العالم ابو الحسن علی بن محمد بن الحدید الحسینی اخبرنی الفقیه الزاهد البلالی عن الحسن علیه السلام انه قال: من قال حین یسمع المؤذن یقول اشهد ان محمدا رسول الله مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمد بن عبدالله صلی الله علیه وسلم ویقبل ابهامیه ویجعلهما علیٰ عینیه لم یعم ولم یرمد﴾

(مقاصد حسنہ، ص: ۳۸۴)

پھر فرماتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص ﴿اشهد ان محمدا رسول الله﴾ سن کر ﴿مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمد ابن عبدالله﴾ کہے اور اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے ﴿لم یعم ولم یرمد﴾ نہ کبھی اندھا ہوگا اور نہ کبھی اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

(فتاویٰ شامی، جلد اول، باب الاذان، ص: ۲۹۳) میں ہے۔﴿یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشهادة صلی الله علیک یارسول الله وعند سماع الثانیة منها قرة عینی بک یارسول الله اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه علیه السلام یکون قائدا له الی الجنة﴾یعنی آذان کی پہلی شہادۃ پر﴿صلی الله علیک یارسول الله﴾اور دوسری پر﴿قرة عینی بک یارسول الله﴾کہنا مستحب ہے۔ پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پر رکھے اور کہے۔﴿اللهم متعنی بالسمع والبصر﴾تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

اسی طرح کی عبارت شرح نقایہ میں بھی موجود ہے۔﴿واعلم انه یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشهادة الثانیة صلی الله علیک یارسول الله وعند الثانیة منها قرة عینی بک یارسول الله ثم یقال اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه صلی الله علیه وسلم یکون له قائدا الی الجنة﴾

(منیر العین، ص: ۱۵۰)

جاننا چاہیے کہ مستحب یہ ہے کہ اذان میں پہلی بار﴿اشھد ان﴾سنے تو﴿صلی الله علیک یارسول الله﴾اور دوسری شہادت پر﴿قرة عینی

بک یا رسول اللہ ﴾ کہے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پر رکھے اور کہے ﴿اللھم متعنی بالسمع والبصر ﴾ تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام اس کو جنت میں اپنے پیچھے پیچھے لے جائیں گے۔

اسی طرح کی عبارت (کنز العباد) میں بھی ہے۔ مولانا جمال ابن عبداللہ ابن عمر مکی قدس سرہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں: ﴿تقبیل الابھامین ووضعھما علی العینین عند ذکر اسمہ علیہ السلام فی الاذان جائز بل مستحب صرح بہ مشائخنا ﴾ یعنی اذان میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا نام شریف سن کر انگوٹھے چومنا اور ان کو آنکھوں سے لگانا جائز بلکہ مستحب ہے۔ اس کی ہمارے مشائخ نے تصریح فرمائی ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

اسی طرح کی حدیث علامہ الامام الشیخ احمد بن محمد اسمٰعیل الطحطاوی الحنفی المتوفی (۱۲۳۱ھ) اپنی کتاب (الطحطاوی، حاشیہ علی مراقی الفلاح، شرح نورالایضاح) میں نقل فرماتے ہیں: ﴿وذکر الدیلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعا من مسح العین بباطن انملۃ السبابتین بعد تقبیلھما عند قول المؤذن اشھد ان محمدا رسول اللہ وقال اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا حلت لہ شفاعتی﴾

(الطحطاوی، جلد اول، ص:۱۲۲)

یعنی دیلمی نے فردوس میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ جو شخص انگلیوں کو بوسہ دے اور ان دونوں کو آنکھوں پر لگائے۔ جب کہ مؤذن ﴿اشهد ان محمدا رسول لله﴾ پڑھے اور سننے والا ساتھ یہ بھی پڑھے۔ ﴿اشهد ان محمدا عبده ورسوله رضيت باالله ربا وباالاسلام دينا وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا﴾ تو سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ایسے شخص کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی ہے۔

اس حدیث پاک میں لفظ مرفوعا استعمال ہے تو پتہ چلا کہ موضوع کی رٹ لگانا درست نہیں ہے اور ان کے نزدیک مرفوع حدیث سے انگوٹھے چومنا ثابت ہے۔ تو پھر اس حدیث پر عمل کرنا کتنا ہی عمل خیر ہے۔

مزید فرماتے ہیں: ﴿وكذا روى عن الخضر عليه السلام وبمثله يعمل فى الفضائل﴾ یعنی اس طرح کی حدیث حضرت خضر علیہ السلام سے بھی مروی ہے اور فضائل میں اس پر عمل کیا جائے گا۔

(الطحطاوی' باب الاذان' جلد اول' ص: ۱۲۲)

نوٹ: اکثر مفتیان کو دیکھنے میں آیا ہے کہ عوام کو پاگل بنانے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ کیا انگوٹھے چومنے کا مسئلہ کسی فقہ کی کتاب یا کسی فتاویٰ میں بھی ہے تو عوام کو چونکہ فقہ اور فتاویٰ جات کی کتب سے واقفیت ہوتی نہیں وہ خاموش ہو جاتے ہیں۔ مفتی صاحب بڑے دھڑلے سے کہتے ہیں کہ جی جناب فقہ اور فتویٰ کی کسی کتاب میں یہ مسئلہ نہیں ہے تو تم نے کہاں سے یہ مسئلہ نکال لیا ہے۔

تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ مفتی صاحب یہ مسئلہ فقہ کی بہت بڑی کتابوں (فتاویٰ شامی) (ردالمختار) اور طحطاوی شریف میں موجود ہے (جیسا کہ ابھی گزرا ہے) آپ کیوں حق بات کو چھپا رہے ہیں اور میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ فتاویٰ شامی (ردالمختار) فتویٰ کی ایسی کتاب ہے کہ اس کے سوا کسی حنفی مفتی کا فتویٰ چلانا بہت مشکل ہے۔ خواہ وہ مفتی صاحب اہلسنت وجماعت سے تعلق رکھتے ہوں یا دیوبندی مسلک سے اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ کتاب فتاویٰ شامی ہر حنفی مفتی کے پاس ہوتی ہے۔

لہذا مفتی ہو کر یہ کہنا کہ فتویٰ یا فقہ کی کسی کتاب میں آقا علیہ الصلوۃ والسلام کا اذان میں نام پاک سن کر انگوٹھے چومنے کا ذکر ہی نہیں۔ سراسر یہ عوام کو دھوکا دینا اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپانا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی دوپہر کے وقت جب آفتاب پوری چمک دمک کے ساتھ روشن ہو اور کوئی کہے کہ سورج ہے ہی نہیں۔ مقام غور ہے اس لئے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپا کر یہودیوں والا کردار ادا نہیں کرنا چاہیے۔

حضرت علامہ الشیخ محمد طاہر الصدیقی کا نظریہ:

اسی طرح کی حدیث اور عبارت الشیخ العلامۃ اللغوی ملک المحدثین محمد طاہر الصدیقی الہندی الفتنی المتوفی (۹۸۶ھ) اپنی تصنیف (مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار) میں نقل فرماتے ہیں: ﴿مسح العینین بباطن انملتی السبابتین بعد تقبیلهما عند سماع اشهد ان محمدا

رسول اللہ مع قولہ : اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا ﴾

پھر فرمایا: ﴿ثم یقبل ابھامیہ ویجعلھما علیٰ عینیہ لم یعم ولم یرمد ابدا وروی تجربۃ ذالک عن کثیرین ﴾

(جلد:۵،ص:۲۳۴، ﴿فصل فی تعیین بعض الاحادیث المشتھرۃ علی الالسن والصواب خلافھا علی نمط ذکرتہ فی التذکرۃ﴾)

گزارش یہ ہے کہ سارے علماء کرام جن کے حوالے ذکر کئے ہیں یہ محدثین کرام میرے خیال میں بریلوی مسلک کے نہیں تھے۔ جنہوں نے انگوٹھے چومنے کو مستحب اور مباح وجائز فرمایا: اور نہ ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بریلوی تھے۔ جنہوں نے یہ حدیث نقل وروایت فرمائی اور صاحب (مجمع بحار الانوار) نے یہ فرما کر ﴿روی تجربۃ ذالک عن کثیرین ﴾ اور بھی تصریح فرمادی ہے۔ یعنی بہتیرے علماء وفضلاء سے اس حدیث کا تجربہ میں مروی ومنقول ہے اور یہ کوئی عام لوگوں کے تجربے کی بات نہیں کی گئی۔ بلکہ یہاں علماء ومحدثین کرام کے تجربہ کی بات ہو رہی ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام علماء ومحدثین کرام اس بات پر متفق تھے کہ انگوٹھے چومنا آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا نام گرامی سن کر صرف جائز ہی نہیں۔ بلکہ مستحب بھی ہے اور عوام کا تجربہ علماء کرام کے نزدیک مقبول نہیں ہے۔ مزید دل کی تسلی کے لیے چند حوالے پیش کئے دیتا ہوں۔

حضرت ابو العباس یمنی صوفی کا ارشاد:

حضرت ابو العباس احمد بن ابی بکر رداد یمنی صوفی اپنی کتاب (موجبات

الرحمة وعزائم المغفرة) میں ایسی سند سے جس میں مجاہیل ہیں اور منقطع بھی ہے۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ﴿قال حین یسمع المؤذن یقول اشھد ان محمدا رسول الله مرحبا بحبیبی وقرة عینی بک محمد بن عبدالله ﷺ ثم یقبل ابھامیه ویجعلھما علی عینیه لم یرمد ابدا ﴾ وہ فرماتے ہیں کہ جب (تم) مؤذن کو ﴿اشھد ان محمد ارسول الله ﴾ کہتے ہوئے سنو تو کہو ﴿مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمدا ابن عبدالله ﷺ ﴾ تو تمہاری آنکھیں کبھی دکھیں گی نہیں۔ (اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کمزور بینائی بھی تیز اور درست ہو جائے گی۔

اور اسی طرح علامہ شمس الدین محمد بن صالح مدنی مسجد مدینہ طیبہ کے امام وخطیب نے اپنی تاریخ میں مجد مصری سے کہ سلف صالحین میں تھے نقل کیا: ﴿انه سمعه یقول من صلی علی النبی ﷺ اذا سمع ذکره فی الاذان جمع اصبعیه المسبحتیه والابھام وقبلھما ومسح بھما علی عینیه لم یر مد ابدا ﴾ (ص:۳۸۴) یعنی میں نے انہیں فرماتے سنا جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر پاک اذان میں سن کر کلمہ کی انگلی اور انگوٹھا ملائے اور انہیں بوسہ دے۔ آنکھوں سے لگائے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔

پھر فرمایا: ﴿قال ابن صالح وسمع ذالک ایضا من الفقیه محمد بن الزرندی عن بعض شیوخ العراق والعجم انه یقول عندما یمسح عینیه : صلی الله علیک یا سیدی یارسول الله یا حبیب قلبی ویانور

بصری ویا قرۃ عینی وقال لی کل منهما منذفعله لم ترمد عینی وارجوان عافیتهما تدوم وانی اسلم من العمی ان شاء الله ﴾میں نے یہ امر فقیر محمد بن زرندی سے بھی سنا کہ بعض مشائخ عراق وعجم سے راوی تھے اوران کی روایت میں یوں ہے کہ آنکھوں کو مس کرتے وقت یہ درود عرض کرے۔ ﴿صلی اللہ علیک یاسید ی یا رسول الله یا حبیب قلبی ویانور بصری یا قرۃ عینی ﴾اور دونوں صاحبوں۔ یعنی شیخ مجد دوفقیہ محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ جب سے ہم یہ عمل کرر ہے ہیں۔ ہماری آنکھیں نہیں دکھیں۔ (مزید فرماتے ہیں کہ امام ابن صالح نے فرمایا) اللہ ہی کے لیے حمد وشکر ہے۔ جب سے میں نے یہ عمل ان دونوں صاحبوں سے سنا اپنے عمل میں رکھا (یعنی عمل کرتا رہا) آج تک میری آنکھیں نہیں دکھیں اور میں امید کرتا ہوں ہمیشہ اچھی رہیں گی اور میں کبھی اندھا نہ ہوں گا۔ ان شاءاللہ

علامہ شامی علیہ الرحمۃ ایسی ہی عبارات نقل کر کے فرماتے ہیں: ﴿ونحوہ فی الفتاویٰ الصوفیہ ﴾یعنی اسی طرح امام فقیہ عارف باللہ سیدی فضل اللہ بن محمد ایوب سہروردی تلمیذ امام علامہ یوسف بن عمر صاحب جامع المضمر ات نے اپنے فتاویٰ صوفیہ میں فرمایا۔ اسی طرح کی عبارت (بحرالرائق) کے حاشیہ میں بھی ہے اور انہوں نے اس عمل کو مستحب فرمایا ہے۔

حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

جواہر مجددیہ میں حضرت خواجہ حسین نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جس وقت اذان سنتے اس کا جواب دیتے اور بوقت شہادت ثانیہ ﴿اشهد ان محمدا رسول الله﴾ انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگاتے اور ﴿قرة عيني بك يارسول الله﴾ پڑھتے۔

(جواہر مجددیہ، ص:۵۲)

میرے عزیز و محترم! امام ربانی علیہ الرحمۃ وہ عظیم شخصیت ہیں۔ جن کے بارے میں پانچ سو سال قبل غوثوں کے غوث، محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث اعظم جیلانی قدس سرہ نے بشارت دی تھی۔ وہ اس طرح کہ ایک دن سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کسی جنگل میں مراقبہ کر رہے تھے کہ یکایک ایک نور آسمان سے نمودار ہوا۔ اس سے سارا جہان روشن ہو گیا اور الہام ہوا کہ آپ سے پانچ سو سال بعد جب کہ جہان میں شرک و بدعت پھیل جائے گی۔ اس وقت ایک بزرگ جو کہ وحید امت پیدا ہو گا۔ وہ دنیا سے شرک و گمراہی کو ملیا میٹ کر دے گا۔ دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نئے سرے سے تازگی بخشے گا اور اس کی صحبت کیمیا ہوگی۔ اس کے صاحبزادے اور خلفاء بارگاہ صمدیت کے صدر نشین ہوں گے۔ یہ سن کر سیدنا غوث اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خرقہ خاص کو اپنے کمالات (نسبت قادریہ) سے بھرپور کر کے اپنے صاحبزادے تاج الدین سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیا۔ فرمایا کہ جب اس بزرگ کا ظہور ہو یہ خرقہ ان کے حوالہ کر دینا۔ اس وقت وہ خرقہ خاص سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں یکے بعد دیگرے نصیحت کے مطابق سپرد ہوتا رہا۔ حتی کہ (۱۰۱۳ھ) میں سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی قطب ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک میں

سے سیدنا شاہ کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ اسے کیتھل سے اٹھا کر سرہند شریف لائے۔ اس وقت حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ مراقبہ میں تھے تو اچانک حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے اوپر ڈال دیا۔ جس سے آپ کی نسبت قادریہ کے فیض سے بہت زیادہ مسرور ہوئے۔ (جواہر مجددیہ، ص:۱۰)

یہ وہ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے متعلق آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن مراقبہ کی حالت میں دیکھا جہان میں تاریکی پھیلی ہوئی ہے اور ریچھ، بندر، خنزیر لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ پھر اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے اپنے سینے سے ایک نور نکلا۔ جس سے سارا جہان روشن ہو گیا۔ اور اس نور نے سب درندوں (ریچھ، بندر اور خنزیر) کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ پھر دیکھا کہ ایک نورانی تخت ہے جس پر ایک ذیشان بزرگ جلوہ گر ہیں اور ان کے چاروں طرف بہت سے نورانی بزرگ اور فرشتے باادب کھڑے ہیں اور ان کے سامنے ظالموں اور جابروں کو لا کر ذبح کیا جا رہا ہے اور منادی ندا دے کر کہہ رہا ہے۔ ﴿قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا﴾ آپ کے والد ماجد نے یہ واقعہ حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد میں سے تھے عرض کیا۔ آپ نے سن کر فرمایا آپ کے ہاں فرزند پیدا ہوگا۔ جو افضل اولیاء امت سے ہوگا۔ اس کے نور سے شرک و بدعت کی گمراہی دور ہو گی اور دین مصطفیٰ ﷺ کو روشنی و فروغ حاصل ہوگا۔ (جواہر مجددیہ، ص:۱۲)

قارئین کی بارگاہ میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی

رحمۃ اللہ علیہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کائنات میں پھیلی شرک وبدعت کی تاریکی کو نیست ونابود کرنے کے لئے پیدا فرمایا اور (حقیقت بھی بالکل اسی طرح ہے کہ لوگوں نے مشاہدہ کیا وہ جو جہالت وکفر وشرک اور بدعت کی گمراہی تھی۔ اس کو آپ نے ملیامیٹ کردیا) اور اتنی بڑی ہستی جن کی بزرگی جن کے علم وفضل کا ہر سو عالم میں ڈنکا بج رہا ہے۔ جن کی بزرگی کی بڑے ولیوں، قطبوں، اور غوثوں نے صدہا سال پہلے بشارت دی کیا وہ بھی ایک بدعت اور گمراہ کن چیز کا رواج ڈال رہے ہیں۔ جن کا مقصد حیات ہی بدعت وشرک کے اندھیرے مٹانا ہو وہ بھلا کس طرح ایک بدعت اپنے عمل میں لا سکتے ہیں۔ بلکہ ایسے فعل کا ان کے بارے میں گمان کرنا جو قرآن وسنت کے مخالف ہو سب سے بڑی گمراہی وجہالت اور بے وقوفی ہے۔

علماء شوافع اور علماء مذہب مالکی کا مؤقف:

علماء احناف جنہوں نے اس امر کو مستحب قرار دیا۔ بلکہ اس کو اپنے عمل سے بھی ثابت کر دکھایا۔ اب آگے چلیے علماء شوافع اور علماء مذہب مالکی کی طرف وہ بھی انگوٹھے چومنے کو مستحب فرماتے ہیں اور اسی پر اتفاق ہے۔

چنانچہ مذہب شوافع کی مشہور کتاب (اعانۃ الطالبین علی حل الفاظ فتح المعین) مصری، صفحہ: ۲۴۷ میں درج ہے۔ ﴿ثم یقبل ابھامیہ ویجعلھما علیٰ عینیہ لم یعم ولم یرمد ابدا﴾ یعنی پھر اپنے انگوٹھے چومے اور آنکھوں سے لگائے تو کبھی بھی اندھا نہ ہوگا اور نہ کبھی آنکھیں دکھیں گی۔

مالکی مذہب کی مشہور کتاب (کفایۃ الطالب الربانی لرسالۃ ابن ابی

زید القیروانی) مصری جلد اول' ص: ۱۶۹ میں اس مسئلہ پر بڑی تفصیل ہے اور انہوں نے بھی اس کو مستحب فرمایا ہے۔ اسی کتاب کی شرح میں علامہ شیخ علی السعیدی عدوی (ص: ۱۷۷) پر لکھتے ہیں۔ ﴿لم یبین موضع التقبیل من ابھامین الا انہ نقل عن الشیخ العالم المفسر نور الدین الخراسانی قال بعضھم لقیتہ وقت الاذان فلما سمع المؤذن یقول اشھد ان محمد رسول اللہ قبل ابھامی نفسہ ومسح باالظفرین اجفان عینیہ من الحاق الی ناحیۃ الصدع ثم فعل ذالک عند کل تشھد مرۃ فسالتہ عن ذالک فقال کنت افعلہ ثم ترکتہ فمرضت عینای فرویتہ صلی اللہ علیک وسلم مناما فقال لم ترکت مسح عینیک عند الاذان ان اردت ان تبرء عیناک فعدفی المسح فاستیقظتو مسحت فبرء ت ولم یعاود فی مرضھا الی الان﴾ کہتے ہیں مصنف نے انگوٹھے چومنے کی جگہ بیان نہیں کی۔ لیکن شیخ علامہ مفسر نور الدین خراسانی سے منقول ہے کہ بعض لوگ ان کو اذان کے وقت ملے۔ جب انہوں نے مؤذن کو ﴿اشھد ان محمدا رسول اللہ﴾ کہتے ہوئے سنا۔ تو انہوں نے اپنے انگوٹھے چومے اور ناخنوں کو اپنی آنکھوں کی پلکوں کے کونے سے لگایا اور کنپٹی کے کونے تک لے گئے۔ پھر ہر شہادت کے وقت ایک ایک بار کیا۔ میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ تم نے اذان کے وقت انگوٹھے آنکھوں سے لگانا کیوں

چھوڑ دیئے؟ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے آنکھیں اچھی ہو جائیں تو پھر انگوٹھے آنکھوں سے لگانا شروع کر دو۔ تو میں نیند سے بیدار ہوا اور آنکھوں سے انگوٹھوں کو لگانا شروع کر دیا تو مجھے آرام ہو گیا اور پھر اب تک وہ مرض نہ لوٹا۔ (صفحہ: ۱۷۷)

علامہ عبدالشکور لکھنوی دیوبندی کا قول:

دیوبندیوں کے مایہ ناز عالم عبدالشکور لکھنوی نے بھی اپنی کتاب (علم الفقہ) میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے۔ اذان سننے والے کو مستحب ہے کہ پہلی مرتبہ ﴿اشھد ان محمدا رسول اللہ﴾ سنے تو یہ کہے ﴿صلی اللہ علیک یا رسول اللہ﴾ اور جب دوسری مرتبہ سنے تو اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کو آنکھوں پر رکھ کر کہے ﴿قرۃ عینی بک یارسول اللہ متعنی بالسمع والبصر﴾ (علم الفقہ، ص:۱۵۹، مطبع دارالاشاعت کراچی)

الجھا ہے جو پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ ہی اپنے دام میں صیاد آ گیا

گزارش! مفتی محمد شفیع عثمانی مفتی دارالعلوم دیوبند نے اس کتاب (علم الفقہ) کو مستند اور معتبر قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اپنی اسی کتاب کے صفحہ نمبر 3 پر مفتی عثمانی صاحب کی تقریظ واضح ثبوت پیش کر رہی ہے۔ تو اب میری ان علماء دیوبند و دیگر ہمنوا اور آپ سے عرض یہ ہے کہ آپ کا کہنا کہ یہ حدیث موضوع و من گھڑت ہے تو آپ ان حضرات یعنی مولوی عبدالشکور صاحب اور مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب سے دریافت کریں کہ یہ حدیث موضوع تو نہیں؟

علماء دیوبند کی جوتی چومنا اور آنکھوں پر لگانا ذریعہ نجات ہے:

اس کے ساتھ ایک اور گزارش گوش گزار کرنا چاہوں گا۔ وہ یہ ہے کہ اگر ہم اذان میں حضور اکرم ﷺ کا اسم گرامی سنتے وقت انگوٹھے چومنے پر حدیث سے ثبوت پیش کریں تو وہ ٹھہرے شرک و بدعت۔ کیونکہ سنی محبت مصطفیٰ ﷺ میں دلائل پیش کر رہا ہے اور اگر کوئی دیوبندی مولوی کی نجس جوتی چومنے پر دلائل پیش کرے اور یہ کہے کہ ذریعہ نجات ہے تو یہ ہے اصل ایمان ....! جیسا کہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے (تذکرۃ الرشید) میں لکھا ہے خلاصہ عالم جماعت اہل اللہ یعنی زمرہ علماء گروہ اصفیاء نے متفق الفظ آپ (مولوی رشید احمد گنگوہی) کی سرپرستی کو اپنے سروں کا تاج بنایا اور آپ کے نعلین (جوتیوں) کو چومنا اور آنکھوں پر لگانا ذریعہ نجات و سبب حصول برکات سمجھ لیا۔ (تذکرۃ الرشید ' جلد دوم' ص: ۳۱۹)

تیری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں تھی

آپ حضرات ذرا انصاف سے بتائیے کہ عشق رسول اللہ ﷺ کا یہی تقاضا ہے کیا محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہی ہے۔

آبروئے ما زنام مصطفیٰ است

غیر کی آنکھ کا تنکا تو تجھے نظر آیا
اپنی آنکھ کا نہ دیکھا مگر شہتیر بھی

ادھر جوتی چومنے پر تو کسی دلیل کی ضرورت نہیں اور نہ ہی یہ بدعت وشرک۔ کیونکہ اس میں ان کے حضرت صاحب کی عظمت بیان ہو رہی ہے۔ اس میں عظمت مصطفی ﷺ تھوڑی ہی ہے۔ جس کی بناء پر وہ منع کریں۔ اس لئے کئی سالوں سے کتاب تذکرۃ الرشید چھپ رہی ہے کیا کسی کے قلم کو حرکت آئی کہ صرف جوتی چومنے سے نجات کیسے ہو سکتی ہے۔ (فاعتبروا یااولی الابصار)

عقل ہوتی تو نہ خدا سے لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

حضرت آدم علیہ السلام کی سنت اقدس:

اس کے علاوہ (انجیل برنباس) جو آج کل عام طور پر شائع ہے۔ اس میں درج ہے "پس آدم علیہ السلام نے بمنت یہ کہا اے پروردگار یہ تحریر مجھے میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر عطا فرما۔ تب اللہ تعالیٰ نے پہلے انسان کو یہ تحریر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں پر عطا کی۔ داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ عبارت (لا الہ الا اللہ) اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر (محمد الرسول اللہ) عطا فرمایا تب پہلے انسان نے ان کلمات کو پدری محبت کے ساتھ بوسہ دیا اور اپنی دونوں آنکھوں سے ملا اور کہا مبارک ہے وہ دن جس میں کہ تو دنیا کی طرف آئے گا۔

(فصل ۳۹، ص: ۶۰، آیت ۱۴ تا ۲۸ بحوالہ انبیاء سابقین اور بشارات سید المرسلین)

تو اس سے بھی ثابت ہو گیا کہ انگوٹھے چومنا حضرت آدم علیہ السلام کی سنت اور اس کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے۔ جتنی کہ انسانیت کی اور پہلے انسان نے ہی اس کار خیر کا آغاز کیا۔ اور یہی عمل ہماری شریعت میں حدیث شریف میں علماء کرام کے ارشادات سے ثابت ہے۔ (جیسا کہ گزشتہ اوراق میں گزرا ہے) الغرض! نبی مکرم ﷺ کے نام اقدس پر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں کو لگانا حرام و بدعت نہیں۔ بلکہ انبیاء علیہم السلام میں سے خلیفہ اول آدم علیہ السلام کی سنت ہے اور اس امت مرحومہ میں سے خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے اور امام الانبیاء والمرسلین کی قولی سنت ہے اور آپ کی طرف سے اس پر عظیم بشارت بھی مروی اور منقول ہے۔

اگر آپ کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے تو ان مقدس نقوش اور کلمات طیبہ کو انگوٹھوں کے ناخنوں میں دیکھا تب بوسہ دیا اور ہمیں تو ایسا کوئی نقش نظر نہیں آتا ہے۔ لہذا ہمارے انگوٹھے چومنے کا جواز کیا ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور مقدس ہستیوں کے افعال اور ان کی سنت کو دیکھا جاتا ہے۔ علل و اسباب کو نہیں دیکھا جاتا۔ دیکھئے ابراہیم علیہ السلام نے تین جگہ شیطان کو کنکریاں ماریں۔ کیونکہ وہ ان کو ورغلانے کا فاسد ارادہ رکھتا تھا۔ ان کو اسماعیل علیہ السلام کے راہ خدا میں ذبح کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔ لہذا آپ نے اس کو نشانہ بنا کر کنکریاں ماریں۔ لیکن ہمیں وہاں نہ شیطان نظر آتا ہے نہ ہمیں کسی خاص فعل سے باز رکھنے کی سعی کر رہا ہوتا ہے۔ لیکن کنکریاں

بہر حال مارتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام عمرہ کے لئے تشریف لے گئے کفار ومشرکین نے طعنہ دیا کہ ان کو یثرب کے تپ نے کمزور ولاغر کر دیا ہے۔ انہوں نے کیا طواف کرنا ہے تو سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے صحابہ کعبہ کے گرد پہلے تین چکر دوڑ کر اور پھر چار چکر پہلوانوں کی طرح ٹہل کر لگاؤ۔ تا کہ مشرکین کو تمہارے قوت وطاقت کا اندازہ ہو جائے۔ تم پر کئے گئے اعتراض کا خود بخود جواب آجائے۔ لیکن اب تک وہ سنت باقی ہے۔ حالانکہ ان کافروں کا مدت مدید اور عرصہ بعید سے نام ونشان مٹ چکا ہے۔

علیٰ ہذا القیاس حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنا' حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے پانی کی تلاش کرنے کی تو معلوم ہوا مقدسان بارگاہ خداوند تعالیٰ کے افعال وسنن کو دیکھا جاتا ہے نہ کہ ان کے علل واسباب کو علی الخصوص جب کہ ہماری شریعت میں بھی یہ حکم موجود ہے۔

تنبیہ: بعض گھٹیا مزاج لوگ اس مسئلہ پر بڑا رکیک اعتراض کرتے ہیں اور عوام کو اپنے جال میں پھنسانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جی دیکھئے! انہی ہاتھوں سے ہم استنجاء کرتے ہیں اور انہی ہاتھوں کے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر بھی لگائیں۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی برا فعل ہو سکتا ہے۔ کہ گندگی میں استعمال ہونے والے ہاتھوں کو ہم چوم کر آنکھوں پر لگائیں کیا محبت مصطفیٰ ﷺ کے اظہار کا کوئی اور طریقہ نہیں ہو سکتا۔ صرف یہی طریقہ ہے اس طرح سے وہ لوگ عوام کو خلیفہ اول بلا فصل سیدنا ومولانا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت سے روکنا

چاہتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ہی وکیل صحابہ ہیں اور محب اصحاب رسول ﷺ ہیں۔

حالانکہ ایسا ہرگز نہیں۔ جواب بڑا سادہ سا ہے کہ یہ لوگ کھانا کھاتے وقت غور نہیں کرتے کہ انہیں ہاتھوں سے کھانا کھا رہے ہوتے ہیں۔ جن کو استنجاء میں استعمال کرتے ہیں کیا یہ ہاتھ اس وقت پاک ہو جاتے ہیں اور اذان و اقامت کے وقت یہ ہاتھ ناپاک جب کہ مومن باوضو ہوتا ہے اور نجاست حقیقی و حکمی سے پاک بارگاہ الٰہیہ کی حاضری کی تیاری میں ہوتا ہے۔ ارے کچھ تو ہوش و خرد سے کام لیجئے اور مزے کی بات یہ ہے کہ کھانا کھاتے وقت ان کے ہاتھ صرف پاک ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ مبارک بن جاتے ہیں اور سنت طریقہ تو کھانا کھانے کا یہ کہ دائیں ہاتھ کی تین انگلیوں سے کھایا جائے اس وقت ان کو یہ بھی بھول جاتا ہے اور تین انگلیوں کی بجائے سارا دست مبارک بلکہ دونوں دست استعمال ہوتے ہیں۔ بعض اوقات تو مشاہدہ میں رہا کہ ان کے طلباء' درس نظامی میں کھانا کھانے کی ہوس میں بات مقاتلہ اور لڑائی جھگڑا تک پہنچادی اور یوں دکھائی دیتا تھا۔ جیسے انڈیا اور پاکستان کی جنگ۔ دوسری طرف دور اساتذہ کرام' اقوام متحدہ کی طرح مشاہدہ فرما رہے تھے۔ جب ان کی بارگاہ عالیہ میں عرض کی گئی کہ حضور مہربانی فرمایئے۔ دونوں جانب سے خون بہہ رہا ہے' صلح کرایئے تو فرمانے لگے کوئی بات نہیں "سٹوڈنٹ" لائف میں ہم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ یہ تھے ان حضرات کے علماء کرام جن کے ہاتھ میں عوام کی باگ ڈور ہے۔ تو پتہ چلا کہ ان کی حقیقی تصویر کچھ اور ہے اور ظاہری پرنٹ کچھ اور

بعض لوگ ہماری عوام کا حال دیکھ کر خواص پر حکم لگا دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ سراسر زیادتی ہے اور اس کی مثال کچھ اس طرح ہے کہ کوئی شخص گلشن میں جائے اور وہاں گلاب کے تنے اور ٹہنیوں کو دیکھ کر یہ کہے کہ جس طرح یہ ٹیڑھی اور خاردار ٹہنیاں ہیں سارا چمن ہی ایسا کانٹوں سے لیس ہوگا۔ حالانکہ ایسا نہیں اس نے ان خاردار ٹہنیوں پر لگے گلاب کے پھولوں کو تکا ہی نہیں ان پر پھولوں کی کھلی ہوئی خوبصورت اور دلکش پتیوں کو دیکھا ہی نہیں۔ وہ پھول جن کی خوشبو فضا کو معطر کرتی ہوئی ہر شخص کو یہ دعوت عام دے رہی ہے آؤ ہمیں بھی سونگھو، ہماری بھی ہم نشینی اختیار کرو، دل و دماغ معطر و معنبر نہ کردیئے تو کہنا۔ ایسے ہی ایک چمن مصطفیٰ ﷺ کے وہ پھول تھے۔ جن کو اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ ان پھولوں کی خوشبو نے شرک و بدعت و گمراہی اور لادینی سے پر بدبودار فضا کو پاک و صاف کر کے معطر معنبر کر دیا اور بھی سینکڑوں گلشن مصطفیٰ ﷺ میں پھول کھل رہے ہیں اور کھلتے رہیں گے۔ (ان شاء اللہ)
تو بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بعض جاہل عوام کو دیکھ کر ان والا حکم خواص پر لگانا کہ مشرک و بدعتی ہیں۔ اس سے بڑھ کر بددیانتی اور خیانت کیا ہوسکتی ہے۔

جب کہ میرے پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا یہ فرمان گرامی قدر موجود ہو:

﴿وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا فیھا﴾

(بخاری شریف، باب الصلوٰۃ علی الشہید، جلد اول، ص: ۱۷۹، ۵۰۸)

ترجمہ: اللہ کی قسم! میں خوف نہیں کرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے۔ لیکن میں تم پر اس بات سے خوف کرتا ہوں کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو گے۔

دراصل بات کچھ اس طرح ہے کہ جس طرح صوفیائے کرام کی اصطلاح میں فنافی الشیخ، فنافی الرسول اور فنافی اللہ، بقا باللہ کے درجات مختص ہیں کہ ہر لمحہ مرید کو چاہیے کہ وہ تصور شیخ میں رہے۔ یہاں تک کہ جب یہ تصور کامل ہو جاتا ہے تو مرید فنافی الشیخ کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ اسی طرح فنافی الرسول پھر مومن اسم ذات اللہ کا تصور کرتا ہے اور اپنے آپ کو ذات الٰہیہ میں گم وفنا کر دیتا ہے۔ جب تصور اسم ذات اللہ کامل ہوتا ہے اور حالت اس کی یوں ہوتی ہے!

برزبان دیگر نیارند جز معشوق نام

یعنی اسکی زبان پر معشوق (اللہ تعالیٰ) کے نام کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اور محبوب کا نام اس کے دل پر نقش ہوتا ہے۔ تو اس وقت مومن فنافی اللہ کے مقام پر فائز ہوتا ہے۔ (جامع الاسرار، باب ہشتم، ص: ۱۶۷) (عین الفقر، قرب دیدار از سلطان العارفین، برہان الواصلین سیدی ومرشدی حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ)

بالکل اس کے برعکس چونکہ یہ حضرات ہر وقت، ہر لمحہ، ہر گھڑی، بدعت وشرک کے تذکرے کرتے اس کے تصور میں گم رہتے ہیں۔ جب تصور کامل ہوتا ہے تو یہ حضرات فنافی البدعت اور فنافی الشرک کے مقام پر فائز ہو جاتے ہیں پھر حالت یہ ہوتی ہے کہ مسلمانوں سے بھری پوری کائنات میں انہیں شرک وبدعت کے علاوہ کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ بعد ازاں جب کسی مسلمان کو اچھا فعل سرانجام دیتے ہوئے

مشاہدہ کرتے ہیں تو بلا اختیار پکار اٹھتے ہیں ﴿هذا شرک ، هذه بدعة﴾ (اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت علامہ ملا علی قاری کی تحقیق:

اب میں علامہ صاحب کی موضوعات کبیر کی عبارت نقل کرتا ہوں تا کہ آپ پر یہ بات روز روشن کہ طرح عیاں ہو جائے کہ بغیر پڑھے اور دیکھے کسی کتاب کا حوالہ دے دینا کتنی ہی غلط بات ہے۔ آپ کا صرف یہ رٹ لگانا کہ یہ موضوعات کبیر میں ہے۔ لہذا یہ موضوع حدیث ہے۔ یہ سراسر کذب علی الکذب ہے۔ اور میری گزارش آپ سے یہ ہے کہ بغیر پڑھے یا دیکھے کوئی بات مت کہنا۔ کیونکہ آقا علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا: ﴿كفى بالمرء كذبا يحدث بكل ما سمع﴾ (مسلم شریف) یعنی کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کہہ دے اور پھر احادیث کے معاملہ میں تو حد درجہ کی احتیاط ضروری ہے۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ موضوعات کبیر ص: ۶۴ پر درج فرماتے ہیں:

﴿مسح العينين بباطن انملتى السبابتين بعد تقبيلهما عند سماع قول المؤذن اشهد ان محمدا رسول الله مع قوله اشهد ان محمداً عبده ورسوله رضيت بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد عليه السلام نبيا . ذكره الديلمى فى الفردوس من حديث ابى بكر الصديق رضى الله تعالىٰ عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم قال من فعل ذالک فقد حلت عليه شفاعتى قال السخاوى لا يصح واورده الشيخ احمد الرداد فى

کتابہ موجبات الرحمة بسند فیہ مجاھیل مع انقطاعه عن الخضر علیہ السلام و کل ما یروی فی ھذا فلا یصح رفعه البتة ﴾ یہ ہے اصل عبارت موضوعات کبیر کی جو میں نے نقل کی۔

اب آگے ملاحظہ فرمائیے۔ علامہ ملا علی قاری اسی کے آگے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قلت اذا ثبت رفعه الیٰ الصدیق فیکفی العمل به لقوله علیه السلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین ﴾ (موضوعات کبیر' ص: ۶۴) فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انگوٹھے چومنا ثابت ہے تو یہ عمل کے لئے کافی اور وافی دلیل ہے۔ کیونکہ آپ رسول گرامی ﷺ کے خلیفہ راشد ہیں اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ تم پر میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا واجب ہے۔ تو پتہ چلا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی شے کا ثبوت بعینہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت ہے۔ اگرچہ بالخصوص حدیث مرفوع درجہ صحت تک مرفوع نہ ہو۔

تحقیق حدیث:

اگر آپ کے ذہن میں یہ سوال ابھرے کہ انگوٹھے چومنے کے بارے میں جس قدر احادیث وارد ہوئی ہیں۔ سب ضعیف ہیں اور حدیث ضعیف سے مسئلہ شرعی ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہر جگہ لایصح اور لم یصح کے الفاظ استعمال ہوئے ہین تو اس کا جواب یہ ہے کہ تمام علماء کرام نے فرمایا کہ لایصح ۔یعنی یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ

وسلم تک مرفوع ہو کر صحیح نہیں اور صحیح نہ ہونے سے ضعیف ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ صحیح کے بعد درجہ حسن باقی ہے۔ لہذا اگر یہ حدیث حسن ہو تو تب بھی کافی ہے۔ اس کی مثال میں حدیث سے پیش کرتا ہوں۔

مشکوۃ شریف میں حدیث شریف موجود ہے: ﴿عن الحسن عن ابی هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال رسول الله ﷺ يعرض الناس يوم القيامة ثلث عرضات فاما عرضتان فجدال ومعاذ ير واما العرضة الثالثة فعند ذلك تطير الصحف فى الايدى فاخذ بيمينه واخذ بشماله رواه احمد والترمذى وقال لا يصح هذا الحديث من قبل الحسن لم يسمع عن ابى هريرة﴾

(مشکوۃ شریف، الجزء الثانی، باب الحساب والقصاص والمیزان، ص:۴۹۷)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کو تین مرتبہ پیش کیا جائے گا۔ پہلی مرتبہ وہ جھگڑا کریں گے۔ (کہ رسولوں نے ہمیں تبلیغ دین نہیں کی) دوسری مرتبہ وہ (اپنے گناہوں پر) معذرت کریں گے اور تیسری بار جس وقت ان کے ہاتھوں میں ان کے نامہ اعمال تھما دیئے جائیں گے تو کوئی دائیں ہاتھ میں پکڑنے والا ہوگا کوئی بائیں ہاتھ میں۔

امام ترمذی علیہ الرحمۃ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد ﴿لا يصح﴾ فرماتے ہیں۔ یعنی (یہ حدیث درجہ صحت کو نہیں پہنچی) اب اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ حدیث

موضوع و من گھڑت ہے اور نہ ہی کسی امام حدیث نے اسے درجہ صحت پر نہ پہنچنے کی وجہ سے موضوع کہا ہے۔ بلکہ وہ شرائط جو ایک صحیح حدیث کے لئے ضروری تھیں۔ وہ نہیں پائی گئیں اس لئے فرمایا ﴿لا یصح﴾ ورنہ اس طرح تو بہت سا ذخیرہ احادیث موضوع ٹھہرے گا۔

اسی بات کی تصریح کرتے ہوئے علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (موضوعات کبیر ص:۱۰۵) پر فرماتے ہیں ﴿قلت لا یلزم من عدم صحتہ ثبوت وضعہ﴾ فرماتے ہیں کہ کسی حدیث کے صحیح نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ یہ موضوع ہے۔ بلکہ صحیح کے بعد درجہ حسن باقی ہے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ اصول حدیث کا مسئلہ ہے کہ اگر کوئی ضعیف حدیث چند اسنادات سے مروی ہو جائے تو حسن بن جاتی ہے۔

چنانچہ (درمختار جلد اول باب مستحبات الوضوء) میں اعضاء وضو کی دعاؤں کے متعلق فرماتے ہیں ﴿وقد رواہ ابن حبان وغیرہ عنہ علیہ السلام من طرق﴾ اس حدیث کو ابن حبان وغیرہ نے چند اسناد سے روایت کیا ہے۔ اس کے ماتحت شامی میں فرماتے ہیں ﴿ای بقوی بعضها فارتقی الی مرتبۃ الحسن﴾ یعنی بعض اسناد بعض کو قوت دیتی ہیں۔ لہذا یہ حدیث درجہ حسن کو پہنچ گئی اور یہ حدیث بہت طریق سے روایت ہے۔ جیسا کہ آپ نے مطالعہ کیا اور بھی بہت سی روایات میں قلت وقت کی وجہ سے درج نہیں کر سکا۔ جو دیگر کتب میں موجود ہیں۔ لہذا یہ حدیث مبارکہ حسن ہے اور اگر بالفرض والمحال مان بھی لیا جائے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ پھر بھی فضائل اعمال میں حدیث ضعیف معتبر ہوتی ہیں۔

چنانچہ علامہ شامی فتاویٰ شامی کے اندر جلد اول باب الاذان میں اذان کے مواقع پر بحث فرماتے ہیں۔﴿علی انه فی فضائل الاعمال یجوز العمل بالحدیث الضعیف کما مر فی اول کتاب الطهارة﴾یعنی فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔ یہاں بھی واجب وحرام ہونے کے مسائل نہیں ہیں۔صرف یہ ہے کہ انگوٹھے چومنے میں یہ فضیلت ہے۔

سند الحفاظ امام اب حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اذکار امام نووی کی تخریج احادیث میں فرماتے ہیں﴿من نفی الصحة لا ینتفی الحسن﴾یعنی صحت کی نفی سے حدیث کا حسن ہونا منتفی نہیں ہوتا۔یہی امام (نذهة النظر فی توضیح نخبة الفکر) میں فرماتے ہیں۔جو تمام دینی مدارس میں پڑھائی جاتی ہے اور امید ہے کہ آپ کی نظروں سے بھی یہ کتاب گزری ہوگی ۔اگر چہ یاد نہ ہو۔فرماتے ہیں ﴿هذا القسم من الحسن مشارک للصحیح فی الاحتجاج به وان کان دونه ﴾یعنی حدیث حسن لذاتہ اگر چہ صحیح سے کم درجہ میں ہے۔مگر حجت ہونے میں صحیح کی شریک ہے۔

نیز ملا علی قاری اسی موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں کہ محدثین کا یہ قول کہ حدیث صحیح نہیں﴿لا یصح لا ینافی الحسن ملخصا﴾اس کی حسن ہونے کی نفی نہیں کرتا۔

علامہ نورالدین علی سمہودی (جواهر العقدین فی فضل الشرفین) میں فرماتے ہیں﴿قد یکون غیر صحیح وهو صالح للاحتجاج به اذا

الحسن رتبة بين الصحيح والضعيف ﴾ یعنی کبھی حدیث صحیح نہیں ہوتی اور باوجود اس کے وہ قابل حجت ہے۔ اس لیے حسن کا رتبہ صحیح اور ضعیف کے درمیان ہے۔ موضوعات کبیر میں ملا علی قاری علیہ الرحمۃ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں ﴿ لا یلزم من عدم الصحة وجود الوضع کما لا یخفیٰ ﴾ یعنی واضح بات ہے کہ حدیث کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔

موضوعیت کب ثابت ہوتی ہے:

غرض ایسی وجوہ سے حکم وضع کی طرف راہ چاہنا محض ہوس ہے۔ ہاں موضوعیت یوں ثابت ہوتی ہے اس کی کہ روایت کا مضمون:

نمبرا: قرآن عظیم نمبر۲: سنت متواترہ

نمبر۳: یا اجماع نمبر۴: قطعی الدلالۃ یا عقل صریح

نمبر۵: یا حس وصحیح نمبر۶: یا تاریخ یقینی کے ایسا مخالف ہو کہ احتمال تاویل و تطبیق نہ رہے۔

نمبر۷: معنی شنیع و قبیح ہوں۔ جن کا صدور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہ ہو۔ جیسے معاذ اللہ کسی فساد یا ظلم یا عبث یا مدح باطل یا ذم حق پر مشتمل ہونا۔

نمبر ۸: یا ایک جماعت جس کا عدد حد متواتر کو پہنچے اور ان کا احتمال کذب یا ایک دوسرے کی تقلید کا نہ رہے۔ اس کے کذب و بطلان پر گواہی مستند الی الحس دے۔ نمبر ۹: یا خبر کسی ایسے امر کی ہو کہ اگر واقع ہوتا تو اس کی نقل و خبر مشہور و مستفیض ہو جاتی۔ مگر اس روایت کے سوا اس کا کہیں پتہ نہیں۔

نمبر۱۰: یا کسی حقیر فیل کی مدحت اور اس پر وعدہ وبشارت یا صغیر امر کی مذمت اور اس پر وعید وتہدید میں ایسے لمبے چوڑے مبالغے ہوں۔ جنہیں کلام معجز نظام نبوت سے مشابہت نہ رہے۔ یہ دس صورتیں تو صریح ظہور وضوح کی ہیں۔

نمبر۱۱: یا یوں حکم وضع کیا جاتا ہے کہ لفظ رکیک ونحیف ہوں۔ جنہیں سمع ورفع اور طبع منع کرے اور ناقل مدعی ہو کہ یہ بعینہ الفاظ حضور افصح العرب کے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا وہ محل ہی نقل بامعنی کا نہ ہو۔

نمبر۱۲: یا ناقل رافضی حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل میں وہ باتیں روایت کرے۔ جو اس کے غیر سے ثابت نہ ہوں۔ جیسے حدیث ﴿لحمک لحمی ودمک دمی﴾ انصافاً یوں ہی وہ مناقب امیر معاویہ وعمر وبن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ صرف نواصب کی روایت سے آئیں کہ جس طرح روافض نے فضائل اہل بیت وامیر المؤمنین میں تین لاکھ کے قریب حدیثیں وضع کیں۔ ﴿نص علیہ الحافظ ابو یعلیٰ والحافظ الخلیلی فی الارشاد﴾ یوں ہی نواصب نے مناقب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بہت سے حدیثیں گھڑ لیں۔ ﴿کما ارشد الیہ الامام الذاب عن السنۃ﴾ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔

نمبر۱۳: یا قرائن حالیہ گواہی دے رہے ہوں کہ یہ روایت اس شخص نے کسی طمع سے یا غضب وغیرہ کے باعث ابھی گھڑ کر پیش کی ہے۔ جیسے حدیث سبق میں زیادت جناح اور حدیث ذم معلمین اطفال۔

نمبر ۱۴: یا تمام کتب وتصانیف اسلامیہ میں استقرائے تام کیا جائے اور اس کا کہیں پتہ نہ چلے۔

نمبر ۱۵: یا راوی خود اقرار وضع کردے۔ خواہ صراحۃً خواہ ایسی بات کہے جو بمنزلہ اقرار ہو۔ مثلاً ایک شخص سے بلاواسطہ بدعویٰ سماع روایت کرے۔ پھر اس کی تاریخ وفات وہ بتائے کہ اس کا اس سے سننا معقول نہ ہو۔ یہ پندرہ باتیں ہیں۔ رہا یہ کہ جو حدیث ان سباب سے خالی ہو اس پر حکم وضع کی رخصت کس حال میں ہے؟

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح (مواہب الدنیہ) اول للبعث میں ﴿عالم قریش یملؤ الارض﴾ علماء کی نسبت فرمایا: ﴿کیف یتصور وضعہ ولا کذاب فیہ﴾ اس کا موضوع ہونا۔ کیونکہ متصور ہو۔ حالانکہ اس میں نہ کوئی کذاب ہے اور نہ کوئی مہتم۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ بالجملہ اس قدر اس پر اجماع محققین ہے کہ حدیث جب ان دلائل وقرائن قطعیہ وغالبیہ سے خالی ہو اور اس کا مدار کسی مہتم بالکذب پر نہ ہو تو ہرگز کسی طرح اسے موضوع کہنا ممکن نہیں ہے۔ جو حدیث فی نفسہ ان پندرہ اسباب وعلل سے منزہ ہو۔ محدث اگر اس پر حکم وضع کرے تو اس سے نفس حدیث پر حکم لازم نہیں آتا۔ بلکہ صرف اس سند پر جو وقت اس کے پیش نظر ہے۔ بلکہ بارہا اسانید عدیدہ حاضرہ سے فقط ایک سند پر حکم مراد ہوتا ہے۔ یعنی حدیث اگرچہ فی نفسہ ثابت ہے مگر اس سند سے موضوع وباطل اور نہ صرف موضوع بلکہ انصافاً ضعیف کہنے میں بھی صورت وحالت معتبر ہوتی ہے۔ حاصل آئمہ حدیث نے ان مطالب کی تصریحیں فرمائی ہیں تو کسی عالم کا حکم وضع یا ضعف دیکھ کر یہ سمجھ لینا کہ اصل حدیث

باطل یا ضعیف ہے۔ ناواقفوں کا فہم سخیف ہے۔

میزان الاعتدال میں امام ذہبی فرماتے ہیں۔ یعنی امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو حدیث ﴿طلب العلم فریضة﴾ کو کذب فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ خاص اس سند سے کذب ہے ورنہ اصل حدیث تو کئی اور سندوں سے بھی وارد ہے۔

امام شمس الدین ابوالخیر محمد ابن الجزری استاذ امام الشان ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حصن حصین شریف میں جس کی نسبت فرمایا ﴿فیعلم انی ارجو ان یکون جمیع مافیه صحیحا﴾ یعنی معلوم رہے کہ میں امید کرتا ہوں کہ اس کتاب میں جتنی حدیثیں ہیں سب صحیح ہیں۔

حدیث ضعیف درجہ حسن میں:

میری گزارش ہے کہ حدیث اگر متعدد طریقوں سے روایت کی جائے اور وہ ضعیف ہوں تو بھی ضعیف ضعیف سے مل کر قوت حاصل کر لیتی ہے۔ بلکہ اگر ضعیف غائت شدہ وقوت پر نہ ہو تو جبر نقصان ہو کر حدیث درجہ حسن تک پہنچتی ہے اور مثل صحیح خود احکام حلال وحرام میں حجت ہو جاتی ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ 'فی اواخر النکاح) میں ہے ﴿تعدد الطرق یبلغ الحدیث الضعیف الی حدالحسن﴾ متعدد روایتوں سے آنا حدیث ضعیف کو درجہ حسن تک پہنچا دیتا ہے۔

نیز موضوعات کبیر میں ہے ﴿تعدد الطریق ولو ضعفت یرقی الحدیث

الی الحسن ﴾ (فصل الثانی باب مالا یجوز من العمل فی الصلوۃ)
یعنی طرق متعددہ اگرچہ ضعیف ہوں حدیث کو درجہ حسن تک ترقی دیتے ہیں۔

نیز محقق علی الاطلاق القدیر (فی مسئلة السجود علی کور العمامة) میں فرماتے ہیں ﴿لو تم تضعیف کلھا کانت حسنة لتعداد الطرق وکثرتھا ﴾ اگر سب کا ضعف ثابت ہو بھی جائے تاہم حدیث حسن ہوگی کہ طرق متعدد و کثیر ہیں۔

اور اسی کتاب مین پھر فرمایا ﴿فی مسئلة التنفل قبل المغرب ﴾ یعنی جائز ہے کہ حسن کثرت طرق سے صحت تک ترقی پائے اور حدیث ضعیف اس کے سبب حجت ہو جاتی ہے کہ تعداد اسانید ثبوت واقعی پر قرینہ ہیں۔

اور امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (میزان شریعة الکبریٰ ' الفصل الثالث من فصول فی الاجوبة عن الامام ابی حنفیة رضی اللہ عنہ) میں فرماتے ہیں ﴿قد احتج جمھور المحدثین باالحدیث الضعیف اذا کثرت طرقه والحقوه باالصحیح تارة وبالحسن اخری وھذ النوع من الضعیف یوجد کثیر فی کتاب السنن الکبریٰ للبیھقی التی الفھا لقصد الاحتجاج لاقوال الائمة واقوال اصحابھم ﴾

یعنی بے شک جمہور محدثین نے حدیث ضعیف کو کثرت طرق سے حجت جانا اور اسے کبھی صحیح اور کبھی حسن سے ملحق کیا۔ اس قسم کی ضعیف حدیثیں امام بیہقی کے سنن کبریٰ میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ جسے انہوں نے آئمہ مجتہدین و اصحاب آئمہ کے

مذاہب پر دلائل بیان کرنے کی غرض سے تالیف فرمایا: بلکہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تعصبات (باب المناقب حدیث النظر الی عبادہ) میں فرماتے ہیں ﴿المتروک او لمنکر اذا تعددت طرقہ ارتقیٰ الی درجۃ الضعیف الغریب بل ربما ارتقیٰ الی الحسن ﴾ یعنی متروک یا منکر کہ سخت قوی الضعیف ہیں، یہ بھی تعدد طرق سے ضعیف غریب بلکہ حسن کے درجہ تک ترقی کرتی ہیں۔

اہل علم کے عمل سے حدیث کا قوت پانا:

میں آپ کی خدمت میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اہل علم کے عمل کر لینے سے بھی حدیث قوت پا جاتی ہے۔ اگر چہ سند ضعیف ہو (مرقاۃ مشکوۃ شریف، باب ما علی الماموم من المتابعۃ الفصل الثانی) میں ہے۔ ﴿رواہ الترمذی وقال غریب والعمل علیٰ ھذا عند اھل العلم قال النووی واسنادہ ضعیف نقلہ فکان ترمذی یرید تقویۃ الحدیث بعمل اھل العلم والعلم عند اللہ تعالیٰ کما قال الشیخ محیی الدین بن العربی انہ بلغنی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان من قال لا الہ الا اللہ سبعین الفا غفرلہ ومن قیل لہ غفرلہ ایضا فکنت ذکر التھلیلۃ بالعدد المروی من غیر ان انوی لاحد بالخصوص بل علی الوجہ الاجمالی فحضرت طعاما مع بعض الاصحاب وفیھم شھاب مشھور بالکشف فاذا ھو فی اثناء الاکل اظھر البکاء فسالتہ عن السبب فقال اری امی فی العذاب فوھبت فی باطنی ثواب التھلیلۃ المذکورۃ

لها فضحک وقال انی اراها لان فی حسن المآب قال الشیخ فعرفت صحة الحدیث بصحة کشفه وصحة کشفه بصحته الحدیث﴾

(مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف' جلد سوئم' ص:۹۸)

یعنی امام ترمذی نے فرمایا حدیث غریب ہے اور اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ سید میرک نے امام نووی سے نقل کیا کہ اس کی سند ضعیف ہے تو گویا امام ترمذی عمل اہل علم میں حدیث کو قوت دینا چاہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

اس کی نظیر وہ کہ شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے حضور اقدس سے حدیث پہنچی تھی کہ جو شخص ستر ہزار بار ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کہے۔ اس کی مغفرت ہو اور جس کے لئے پڑھا۔ اس کی مغفرت ہو۔ میں نے ﴿لا الہ الا اللہ﴾ اتنی بار پڑھا۔ اس میں کسی کے لئے خاص نیت نہ کی بعض رفیقوں کے ساتھ ایک دعوت میں گیا۔ ان میں ایک جوان کے کشف کا شہرہ تھا۔ کھانا کھاتے کھاتے رونے لگا۔ میں نے سبب پوچھا تو کہا میں اپنی ماں کو عذاب میں دیکھتا ہوں۔ میں نے اپنے دل میں اس ستر ہزار کلمہ کا ثواب اس کی ماں کو بخش دیا۔ فوراً وہ جوان ہنسنے لگا اور کہا اب میں اسے اچھی جگہ دیکھتا ہوں۔ تو امام ابن عربی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے حدیث کی صحت اس جوان کے کشف کی صحت سے جانی اور اس کے کشف کی حدیث کی صحت سے جانی۔

اس حدیث کی رو سے جو علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمائی۔ ہماری پیش کردہ حدیث کو اگر ضعیف بھی مان لیا جائے۔ تب بھی علماء اعلام کے عمل سے قوت پا گئی ہے۔ درجہ حسن کو پہنچی ہے۔ گزشتہ اوراق میں میں ذکر کر چکا ہوں کہ اتنے

بڑے بڑے علمائے کرام نے اس پر عمل بھی کیا اور تجربہ سے ثابت بھی کیا کہ یہ عمل آنکھوں کی بیماری کے لئے مفید تر ہے۔

باتیں تو دور کی ہیں خود آپ کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی تصنیف (بوادر النوادر) میں لکھا ہے کہ اذان واقامت کے وقت انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنے سے بیمار آنکھیں ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ پھر یہ بتایئے جن دلوں میں آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور پیارے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبت موجزن ہوگی۔ ان کی آنکھوں کی روشنائی میں کیوں کر اضافہ نہ ہوگا۔ اگر بیمار آنکھیں ہوں گی تو کیونکر شفایاب نہ ہوگی؟ ضرور شفایاب ہوں گی۔ جن دلوں میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور پیارے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبت موجزن ہوگی ان کی آنکھوں کی روشنائی میں کیونکر اضافہ نہ ہوگا۔ اگر بیمار آنکھیں ہوں گی تو کیونکر شفایاب نہ ہوں گی؟ ضرور شفایاب ہوں گی۔ اور جن کے دلوں میں محبت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہو تو ان کے لئے دلیل کے طور پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام ہی کافی ووافی ہے۔ میں تو یہی عرض کروں گا۔

تیرے یاروں کے حلقے میں بس صدیق تو ایسے ہیں
جن کا نام ہی کافی دلیل کے لیے !!!

فضائل اعمال میں حدیث ضعیف مقبول ہے:

نیز امام اجل شیخ العلماء والعرفاء سیدی ابو طالب محمد بن علی مکی رحمۃ اللہ علیہ کتاب (جلیل القدر عظیم الفخر قوت القلوب فی معاملة

المحجوب ' فی الفصل الحادی والثلثین) میں فرماتے ہیں:

﴿الاحادیث فی فضائل الاعمال وتفضیل الاصحاب متقبلة محتملة علی کل مقاطیعها ومراسیلها لا تعارض ولا تردد کذالک کان السلف یفعلون﴾ یعنی فضائل اعمال و تفضیل صحابہ کرام کی حدیثیں کیسی ہی ہوں۔ ہر حال میں ماخوذ و مقبول ہیں۔ مقطوع ہوں' خواہ مرسل۔ نہ ان کی مخالفت کی جائے نہ انہیں رد کریں۔ آئمہ سلف کا یہی طریقہ تھا۔

امام ابوزکریا نووی اربعین میں' پھر امام ابن حجر مکی (شرح مشکوۃ) میں' پھر ملا علی قاری مرقاۃ میں حرزِ ثمین (شرح حصن حصین) میں فرماتے ہیں: ﴿قد اتفق الحفاظ ولفظ الاربعین قد اتفق العلماء علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال والفاظ الحرز جواز العمل به فی فضائل الاعمال بالاتفاق﴾ یعنی بے شک حفاظ حدیث و علمائے دین کا اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے۔

نیز امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر' ذکرہ فی مسئلة تقدیم الاوراع میں فرماتے ہیں ﴿الضعیف غیر الموضوع یعمل به فی فضائل الاعمال﴾ یعنی فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کیا جائے گا۔ بس اتنا چاہیے کہ موضوع نہ ہو۔

فضائل اعمال میں ضعیف حدیث بھی قابل عمل ہے۔ اس بارے میں علامہ ابراہیم حلبی (غنیة المتسملی فی شرح منیة المصلی 'فی سنن

الغسل) میں بیان فرماتے ہیں: ﴿یستحب ان یمسح بدنه بمندیل بعد الغسل لما روت عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت کان للنبی علیہ وسلم خرقة ینشف بها الوضوء رواہ الترمذی وھو ضعیف ولکن یجوز العمل باالضعیف فی الفضائل﴾ یعنی نہا کر بدن رومال سے پوچھنا مستحب ہے کہ ترمذی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وضو کے بعد رومال سے اعضائے مبارک صاف فرماتے ہیں۔ یہ حدیث ضعیف ہے مگر فضائل میں ضعیف پر عمل جائز ہے۔

علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ (موضاعات کبیر) میں حدیث مسح گردن کا ضعف بیان کر کے فرماتے ہیں: ﴿الضعیف یعمل به فی فضائل الاعمال اتفاقا ولذاقال ائمتنا ان مسح الرقبة مستحب اوسنة﴾ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر باالاتفاق عمل کیا جاتا ہے۔ اسی لئے ہمارے آئمہ کرام نے فرمایا ہے کہ وضو میں گردن کا مسح مستحب یا سنت ہے۔

امام ابوزکریا نووی، امام ابن حجر مکی اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہم جیسے جید علمائے کرام تو فرمائیں کہ حدیث ضعیف پر عمل کرنے میں علمائے کرام کا اتفاق ہے۔ جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ گردن کا مسح اور غسل کے بعد بدن کو رومال سے صاف کرنا (پوچھنا) حدیث ضعیف سے ثابت ہے۔ تو ان پر عمل کرنا صرف جائز ہی نہیں۔ بلکہ مستحب بھی ہے اور کروڑوں مسلمان دن میں پانچ مرتبہ اس پر عمل کر کے ثابت کر رہے ہیں کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف صرف مقبول ہی نہیں۔ بلکہ

ایسی حدیث پر عمل کرنا مستحب بھی ہے۔

تو میری گزارش آپ کی خدمت میں یہ ہے کہ اگر گردن کا مسح اور غسل کے بعد بدن کو رومال سے پوچھنا حدیث ضعیف سے ثابت ہو تو وہ ٹھہرے مستحب یا سنت اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھنے کا مسئلہ اگر حدیث حسن سے بھی ثابت ہو تو یہ ٹھہرے بدعت وشرک۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ یا تو یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض وعناد کی وجہ سے یا پھر اہل سنت وجماعت سے بغض وعناد کی وجہ سے، ارے کچھ تو ہوش کے ناخن لو۔

موضوع حدیث پر عمل کرنا کیسا ہے؟

اب یہ بات ذہن نشین رہے کہ حدیث ضعیف پر عمل کرنے کو تو علمائے کرام نے مستحب فرمایا، موضوع کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ کیا روایت کے موضوع ہونے کی وجہ سے اس پر عمل کرنے والا بدعت وشرک کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ اسی بابت مولانا ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے (موضوعات کبیر) میں نقل فرمایا:

﴿احادیث الذکر علی اعضاء الوضوء کلها باطلة﴾ جن حدیثوں میں یہ آیا ہے کہ وضو میں فلاں فلاں عضو دھوتے وقت یہ دعا پڑھے۔ سب موضوع ہیں۔

بایں ہمہ فرمایا: ﴿ثم اعلم انه لایلزم من کون اذکار الوضوء غیر ثابتة عنه علیه الصلوٰة والسلام ان یکون مکروهة او بدعة مذمومة بل انها مستحبة استحبها العلماء الاعلام والمشائخ الکرام لمناسبة کل عضو بدعاء یلیق فی المقام﴾ (موضوعات کبیر، ص: ۱۰۷)

پھر یہ جان لے کہ ادعیہ وضو کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہونا کچھ اسے مستلزم نہیں کہ وہ مکروہ یا بدعت سئیہ ہوں۔ بلکہ مستحب ہے علماء عظام واولیائے کرام نے ہر ہر عضو کے لائق دعا اس کے مستحب مانی ہے۔

اس عبارت سے واضح طور پر ثابت ہوگیا کہ موضوعیت حدیث استحباب فعل کو منافی نہیں ہے۔ چہ جائیکہ اباحت کے منافی ہو اور واقعی ایسا ہی ہے کہ موضوعیت عدم حدیث ہے اور ورود حدیث بخصوص فعل لازم استحباب نہیں کہ اس کے ارتفاع سے اس کا انتفاء لازم آئے۔

(فتح الملک المجید کے باب ثامن عشریں) میں بعد ذکر احادیث ادعیہ واذکار صبح وشام ہے۔ علامہ نجم الدین محمد بن محمد غیطی فرماتے ہیں: ﴿وقد وقفت علی صورة سال للحافظ ابن حجر رضی الله تعالیٰ عنه عن هذا الحدیث وهو من قال لااله الاالله سبعین الفا فقد اشتری نفسه من الله وصورة جوابه الحدیث المذکور لیس بصحیح ولا حسن ولا ضعیف بل هو باطل موضوع هکذا قال النجم الغیطی وهو عقبه بقوله لکن ینبغی للشخص ان یفعل ذالک اقتداء بالساده وامتثالا لقول من اوصی بها وتبرکا بافعالهم﴾ (منیر العین، ص:۱۲۴)

ترجمہ: میں نے ایک فتویٰ دیکھا کہ امام ابن حجر سے اس حدیث کی نسبت سوال ہوا کہ جو کوئی ستر ہزار بار لا الہ الا اللہ کہے۔ اس نے اپنی جان اللہ عزوجل سے خرید لی۔ امام نے جواب لکھا کہ یہ حدیث نہ صحیح ہے نہ حسن، نہ ضعیف، بلکہ باطل وموضوع

ہے۔علامہ نجم الدین غیطی نے اس فتوے کو ذکر کر کے فرمایا: کہ آدمی کو چاہیے کہ اس عمل کو بجالائے کہ اولیائے کرام کی پیروی اور اس کی وصیت فرمانے والوں کا حکم ماننا اوران کے افعال سے برکت لینا حاصل ہو۔

یہ علامہ نجم الدین محمد بن محمد غیطی، امام شیخ الاسلام فقیہ محدث عارف باللہ زکریا انصاری قدس سرہ الشریف کے تلمیذ اور امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی کے تلمیذ التلمیذ اور شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز صاحب کے استاذ سلسلہ حدیث ہیں۔ دیکھو! انہوں نے امام ابن حجر کا وہ فتویٰ نقل کر کے حدیث کے باطل اور موضوع ہونے کو برقرار رکھا۔ پھر بھی فعل کی وصیت فرمائی کہ اولیائے کرام کا اتباع اوران کے حکم کا امتثال اوران کے افعال سے تبرک نصیب ہو۔

میرے عزیز و محترم! اگر چشم بینا اور گوش شنوا ہے تو تصریحات علماء تو درکنار خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث کثیرہ ارشاد فرمائی ہیں۔ کہ ایسی جگہ

ضعیف حدیث پر عمل کیا اور تحقیق صحت وجودت سند مین تعمق وتدقق راہ نہ پائے۔ بگوش ہوش سنیئے۔ اور الفاظ حدیث پر غور کرتے جایئے۔

حسن ابن عرفہ اپنے جز وحدیثی اور ابو الشیخ مکام الاخلاق میں سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما اور کامل جمدری اپنے نسخہ میں اور عبداللہ بن محمد بغوی ان کے طریق سے ابن حبان اور عمر بن عبدالبر کتاب العلم میں اور ابو احمد بن عدی کامل میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ﴿من بلغہ عن اللہ

عزوجل شیء فیه فضیلة فاخذ به ایمانا ورجاء ثوابه اعطاء الله تعالیٰ ذالک وان لم یکن کذالک ﴾ یعنی جسے اللہ تعالیٰ سے کسی بات میں کچھ فضیلت کی خبر پہنچے وہ اپنے یقین اور ثواب کی امید سے اس بات پر عمل کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے وہ فضیلت عطا کرے گا۔ اگرچہ یہ خبر ٹھیک نہ ہو۔ یہ لفظ حسن بن عرفہ کے ہیں اور دار قطنی کی حدیث میں یوں ہے۔ ﴿اعطاه الله ذالک الثواب وان لم یکن ما بلغه حقا ﴾ یعنی اللہ اسے ثواب عطا فرمائے۔ اگرچہ جو حدیث اسے پہنچے حق نہ ہو۔

اور ابن حبان کی حدیث میں یہ لفظ ہیں: ﴿کان منی اولم یکن ﴾ یعنی چاہے وہ حدیث مجھ سے ہو یا نہ ہو۔ ابن عبد البر کے لفظ یوں ہیں: ﴿وان کان الذی حدثه کاذبا ﴾ یعنی اگر حدیث کا راوی جھوٹا ہو۔

نیز امام احمد و ابن ماجہ عقیلی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ﴿ماجاء کم عنی من خیر قلت اولم اقله فانی اقوله وماجاء کم عنی من شر فانی لا اقول الشر ﴾ یعنی تمہیں جس بھلائی کی مجھ سے خبر پہنچے خواہ وہ میں نے فرمائی ہو یا نہ فرمائی ہو۔ میں اسے فرماتا ہوں اور جس بری بات کی خبر پہنچے تو میں بری بات نہیں فرماتا: ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں: ﴿ماقیل من قول حسن فانا قلته ﴾ یعنی جو نیک بات میری طرف سے پہنچائی ہے وہ میں نے فرمائی ہے۔

عقیلی کی روایت یوں ہے ﴿خذوا به حدثت به اولم احدث به ﴾ یعنی

اس پر عمل کرو چاہے میں نے فرمائی ہو یا نہ ہو۔

ان احادیث سے صاف ظاہر ہوا کہ جس کو اس قسم کی خبر پہنچے کہ جو ایسا کرے گا۔ یہ فائدہ پائے گا اسے چاہیے کہ نیک نیتی سے اس پر عمل کرے اور تحقیق صحت حدیث ونظافت سند کے پیچھے نہ پڑے۔ ان شاء اللہ وہ اپنی حسن نیت سے اس نفع کو پہنچ ہی جائے گا۔

میرے عزیز! میری یہ ساری کوشش صرف اس لئے ہے کہ آپ کو حق بات سمجھ میں آجائے اور میں بارگاہ خداوند کریم میں التجا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حق سمجھنے اور اسپر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

هذا ما عندوا اللہ ورسولہ اعلم

سنی جاگ	==========	20
اہل سنت و جماعت	==========	20
ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں	مولانا نعیم اللہ خاں قادری	100
حرمت رسول پر سب کچھ قربان	==========	40
شاہراہ اہلسنت	ابوکلیم محمد صدیق فانی	250
آئینہ اہلسنت	==========	250
جرأتوں کا قافلہ	==========	30
زندہ نبی کے زندہ صحابہ	محمد سرور گوندلوی	45
نماز کا سنت طریقہ	==========	30
گلدستہ تقاریر جلد نمبر۱	مولانا محمد حنیف اختر صاحب	240
گلدستہ تقاریر جلد نمبر۲	==========	240
شاہ شہیداں	==========	70
سو غلط مسائل	==========	20
باپ کی نصیحت بیٹی کے نام	سید حبیب الحسن قادری (انڈیا)	40
کامیاب شادی	سید حبیب الحسن قادری (انڈیا)	40
انیس الجلیس	امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ	200
مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ	120

محفل میلاد (برائے خواتین)	مولانا محمد عبدالرشید نوری	170
بارہ ماہ کے فضائل ومسائل	علامہ مفتی محمد اشرف رضا قادری	40
مردے سنتے ہیں	انجم سعید	20
ایصال ثواب کیوں اور کیسے؟	محمد اللہ دتہ سیالوی	20
ہم زندہ جاوید کا ماتم نہیں کرتے	سید زین العابدین راشدی	20
شفا اور برکت	مولانا محمد انور رضوی	20
میں سنی کیوں ہوا؟	محمد سلیمان قادری	40
حقیقت ایصال ثواب	حافظ محمد رمضان اویسی	60
فیض النحو	===========	70
فیض الصرف	===========	80
عقائد و معمولات اہلسنت	===========	40
یزید علماء اہلسنت کی نظر میں	صوفی اللہ دتہ نقشبندی	20
تحقیق مسئلہ اہلسنت	محمد نواز بشیر جلالی	20
میلاد مصطفی ﷺ	===========	20
الحق المبین	علامہ احمد سعید کاظمی شاہ صاحب	40
میلاد النبی ﷺ	===========	30
بزرگان دین کا نعتیہ کلام	مولانا صلاح الدین سعیدی	40

والیان نجد و حجاز کا تاریخی جائزہ	لیسین اختر مصباحی	30
میاں بیوی کے باہمی معاملات	قاری گلزار حسین چشتی	120
خوش نصیب اولاد	==========	40
مسئلہ حاضر و ناظر	مولانا محمد نصر اللہ مدنی آسوی	140
تحفۃ الاموات	==========	140
بے ادبوں کی پہچان	==========	110
اختیارات نبی کریم ﷺ	==========	90
اہل ذکر کا بیان از روئے قرآن	مولانا اللہ دتہ قادری	150
سنی شیعہ بھائی بھائی کیسے؟	علامہ مقبول احمد جلالی	40
الجواب المعقول	==========	60
خواتین کی محفل میلاد	محمد عبدالرشید احمد نوری	50
ضرب حیدری	علامہ غلام رسول قاسمی	200
باعث تخلیق کائنات کی دھوم	ریاست علی مجددی	160
کشتیاں	==========	50
برکات الرجب	==========	40
بہشتی دروازہ	==========	40
فیضان شعبان المعظم	==========	20

زیارت قبور	علامہ ارشد سعید کاظمی	40
تحفہ رمضان المبارک	نعیم اللہ خاں قادری	300
مسائل رمضان المبارک	نعیم اللہ خاں قادری	120
تحفہ شعبان المعظم	نعیم اللہ خاں قادری	100
مختصر شرح سلام رضا	نعیم اللہ خاں قادری	80
محمدی نماز	مولانا محمد شریف نوری	60
سیدزادی کا نکاح غیر سید سے	علامہ فیض احمد اویسی صاحب	50
بھیڑ نما بھیڑیے	صوفی اللہ دتہ قادری	30
سات متنازعہ مسائل اور اہل سنت کا موقف	==========	30
فضائل درود شریف	منور عثمانی	25
احکام رمضان	عبدالعلیم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ	40
تبرکات عالمی مبلغ اسلام	==========	400
انگوٹھے چومنے کی تحقیق	محمد اسماعیل انجم	40
باطل اپنے آئینے میں	مولانا محمد صدیق ملتانی	120
شان سید المرسلین ﷺ		40
ہمارے لیے اللہ کافی ہے	علامہ شکیل احمد سبحانی	10

بانی ادارہ صراطِ مستقیم پاکستان مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

کا اہم اور اچھوتے موضوعات پر لٹریچر

- فہم دین اوّل تا پنجم سیٹ 1300 روپے
- غائبانہ جنازہ جائز نہیں 220 روپے
- مفہوم قرآن بدلنے کی واردات 160 روپے
- محاسن اخلاق 120 روپے
- عید النبی ﷺ کی دھوم 50 روپے
- ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں 50 روپے
- میرے لئے اللہ کافی ہے 40 روپے
- حق چار یار 40 روپے
- جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابہ کرام 40 روپے
- فکر آخرت 40 روپے
- ہاں ہم سنی ہیں 40 روپے
- سرکار غوث اعظم اور آپکا آستانہ 40 روپے
- ایک نومسلم کے سوالات کے جوابات 40 روپے
- شانِ رسالت سمجھنے کا ایمانی طریق 40 روپے
- توحید وشرک 40 روپے
- احقاق حق 40 روپے
- تحفظ ناموسِ رسالت ایک فرض ایک قرض 40 روپے
- چٹاگانگ میں چند روز 30 روپے
- تحفظ حدود اللہ اور ترمیمی بل 30 روپے
- ایصال ثواب اور گیارھویں شریف کی شرعی حیثیت 30 روپے
- فقہ حنفی سنت نبوی کے آئینے میں 30 روپے
- دختران اسلام کے لیے آئیڈیل کردار 30 روپے
- جادو کی مذمت 20 روپے
- اصلاح اور اُس کا اجر 20 روپے
- نورانیت مصطفی ﷺ کا انکار کیوں 20 روپے
- شانِ ولایت قرآن وحدیث کی روشنی میں 20 روپے
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علمی ذوق 20 روپے
- امام اعظم رضی اللہ عنہ بحیثیت بانی فقہ 20 روپے
- محبت ولی کی شرعی حیثیت 20 روپے
- صلوٰۃ وسلام پر اعتراض آخر کیوں 20 روپے
- فقہ حنفی پر چند اعتراضات کے جوابات 20 روپے
- ربط ملت اور اہلسنت کی ذمہ داریاں 20 روپے
- خاندانی منصوبہ بندی اور اسلام 20 روپے
- فحش گانوں کا عذاب 20 روپے
- رسول اللہ ﷺ کی نماز 20 روپے
- ترک تقلید کی تباہ کاریاں 20 روپے
- اسلام کو درپیش چیلنجز کا ادراک اور اُن کا حل 20 روپے
- صراط مستقیم کی روشنی 20 روپے
- مقتدی فاتحہ کیوں پڑھے 20 روپے
- رسول اللہ ﷺ بحیثیت مبشر 20 روپے
- منصب نبوت اور عقیدہ مومن 20 روپے
- محبت الٰہی اور اسکی چاشنی 20 روپے
- فہم زکوٰۃ 20 روپے
- حل مشکلات اور عقیدہ صحابہ 20 روپے
- توحید باری تعالیٰ 20 روپے
- قربانی صرف تین دن جائز ہے معہ قربانی کے جانور 20 روپے
- روزہ کے اسرار ورموز مع تراویح بیس رکعت سنت ہے 40 روپے
- اِنما انا بشر مثلکم 40 روپے
- تربیت اولاد 30 روپے
- رنج والم سے نجات کا راستہ 40 روپے
- مسئلہ حاضر وناظر 40 روپے

صراطِ مستقیم پبلیکیشنز، کیسٹ اینڈ سی ڈی سنٹر
5-6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور
042-37115771, 0321-9407699

صراطِ مستقیم پبلیکیشنز
جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ
0333-8173630